تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

نورانی گائیڈ

حل شُدہ پرچہ جات

مُفتی محمد الحسد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

حل شدہ پرچہ جات

المعروف

نورانی گائیڈ

برائے طلباء / برائے طالبات

درجہ عامہ سال اوّل	درجہ عامہ سال دوئم	درجہ عالیہ سال اوّل	درجہ عالیہ سال دوئم
درجہ خاصہ سال اوّل	درجہ خاصہ سال دوئم	درجہ عالمیہ سال اوّل	درجہ عالمیہ سال دوئم

شبیر برادرز ® زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات از 2014ء تا 2016ء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

مُفتی مُحمّد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

درجہ عالمیہ ✧ سال اوّل

شبیر برادرز (رجسٹرڈ)
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نورانی گائیڈ

باہتمام: ملک شبیر حسین

سن اشاعت نومبر 2015ء

قیمت =/140 روپے

شبیر برادرز (رجسٹرڈ) زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شاکر پبلی کیشنز 38 اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

ترتیب

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم و شروحات، کتبِ فقہ کے تراجم و شروحات، کتبِ درس نظامی کے تراجم و شروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم و شروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص و عوام اور طلباء و طالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر، ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد لله علىٰ ذٰلك

علوم و فنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء و طالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم "نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)" کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پہلا پرچہ: عقائد و کلام

قسم اوّل: عقائد النسفیہ

سوال نمبر 1: (i)- کیا عالم اپنے جمیع اجزاء کے ساتھ حادث ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ عقائد نسفیہ کی روشنی میں وجہ قلم بند کریں؟

(ii)- عالم کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ اور اس کی کیا کیا صفات ہیں، تحریر کریں؟

جواب: (i)- عالم اپنے جمیع اجزاء کے ساتھ حادث ہونے کی وجہ: کائنات کے جمیع اجزاء حادث ہیں۔ اس لیے کہ کائنات اعیان اور اعراض کے مجموعہ کا نام ہے، اعیان ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جو از خود قائم ہوں۔ پھر یہ دو حالتوں سے خالی نہیں: مرکب ہوں گے مثلاً حیوان، دیوار اور حجر وغیرہ یا غیر مرکب ہوں گے مثلاً جوہر، یہ جز تقسیم نہیں ہوتی جبکہ عرض از خود قائم نہیں ہوسکتا بلکہ اپنے وجود کے لیے غیر کا محتاج ہوتا ہے مثلاً ذائقہ، رنگ، کون، بدبو اور خوشبو وغیرہ۔

(ii)- عالم کو پیدا کرنے والا اور اس کی صفات: کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، جس کی اہم صفات درج ذیل ہیں:

(۱) ایک ہے، (۲) ازلی ہے، (۳) ابدی ہے، (۴) زندہ ہے، (۵) طاقت و قدرت والا ہے، (۶) سننے والا ہے، (۷) جاننے والا ہے، (۸) دیکھنے والا ہے، (۹) عرض و جسم سے پاک ہے، (۱۰) صاحب مشیت ہے، (۱۱) جوہر و صوت سے پاک ہے، (۱۲) اس کی ابتداء نہیں ہے، (۱۳) اسکی انتہاء نہیں ہے، (۱۴) وہ اجزاء سے پاک ہے (۱۵) وہ کسی ماہیت کا فرد نہیں ہے اور نہ کسی وصف سے موصوف ہے۔ (۱۶) زمان و مکان سے پاک ہے، (۱۷) کوئی چیز اس کی قد[illegible] نہیں ہے، (۱۸) وہ بے مثل و بے مثال ہے۔

سوال نمبر 2: (۱) رؤیت باری تعالیٰ کس طرح ممکن ہے؟ نیز رؤیت باری تعالیٰ کی کیفیت تحریر کریں؟

(۲) عذاب قبر' سوال نکیرین' بعث' میزان' کتاب' سوال' حوض کوثر' پل صراط' جنت اور دوزخ کے بارے میں اصل عقیدہ کیا ہے؟ تحریر کریں۔

جواب: (۱)- رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہونا اور اس کی کیفیت: رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے جس کے بارے میں عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آخرت میں دیدار الٰہی کی نعمت ہر مسلمان کو حاصل ہوگی۔ جہاں تک رؤیت باری تعالیٰ کی کیفیت کا تعلق ہے تو یہ بیان نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان' جہت' دیکھنے اور دکھانے کی کیفیت سے پاک ہے۔

(۲)- بعض اسلامی عقائد کی تفصیل:

بعض اسلامی عقائد وافکار کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- عذاب قبر: قبر کے زمانہ کو برزخ کا زمانہ کہا جاتا ہے' یہ برحق ہے' اہل ایمان کو قبر نہایت عقیدت اور محبت سے دباتی ہے جس سے تکلیف ہرگز نہیں ہوتی جبکہ کفار و منافقین کو خوب دباتی ہے جس کے نتیجے میں دائیں جانب کی پسلیاں بائیں جانب اور بائیں جانب کی پسلیاں دائیں جانب آ جاتی ہیں۔

۲- سوال نکیرین: جب میت کو قبر میں دفن کر کے لوگ واپس آ جاتے ہیں تو قبر میں دو فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں نکیرین کہا جاتا ہے۔ وہ میت سے یہ تین سوال کرتے ہیں:

۱- مَنْ رَّبُّكَ ؟ (تیرا رب کون ہے؟)

۲- مَا دِيْنُكَ ؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

۳- مَا تَقُوْلُ فِيْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ ؟ (اس ذات کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟)

۳- بعث: مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانا حق ہے۔ دنیوی زندگی کے بعد موت ہے مگر اخروی زندگی کے بعد موت نہیں ہے۔

۴- میزان: یہ ایک ترازو ہے جو برحق ہے' اس پر قیامت کے دن اعمال تولے

جائیں گے۔ جس پلڑے میں اعمال نیک یا بد کا وزن زیادہ ہوگا وہ دنیا کے برعکس اوپر کو ہوگا جبکہ کم اعمال والا جھکا ہوا ہوگا۔

۵- کتاب: آخرت میں ہر انسان کے اعمال کا حساب و کتاب حق ہے' کراماً کاتبین اعمال کا رجسٹر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیں گے۔

۶- سوال و جواب: قیامت کے دن ہر انسان سے سوال و جواب حق ہے۔ یہ سوالات نیک اعمال کی جزاء اور اعمال بد کی سزا کے لیے ہوں گے۔

۷- حوض کوثر: یہ ایک اعزازی مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے متعین کیا گیا ہے' جس پر آپ فائز ہوں گے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو پانی پلائیں گے جس سے وہ پیاسے نہیں ہوں گے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

۸- پل صراط: یہ پل برحق ہے جو دوزخ پر بچھایا جائے گا۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اہل ایمان بڑی سرعت کے ساتھ اسے عبور کر لیں گے جبکہ کفار اور منافقین اس میں گر جائیں گے اور اس کا ایندھن بن جائیں گے۔

۹- جنت: یہ مسلمانوں کی آرامگاہ ہے جو تمام آسمانوں کے اوپر ہے۔ اس میں صرف مسلمان داخل ہوگا اور جو ایک مرتبہ داخل ہوگا اسے نکالا نہیں جائے گا۔ یہ وجود میں آ چکی ہے۔

۱۰- دوزخ: یہ کفار اور منافقین کی عتاب گاہ ہے جو سات زمینوں کے نیچے ہے۔ کفار و منافقین اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ برحق ہے۔

سوال نمبر 3: (۱)- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کس حال میں اور کہاں سے کہاں تک کروائی گئی؟ عقائد نسفیہ کی روشنی میں جواب دیں؟

(۲)- کرامت اور معجزہ میں کیا فرق ہے؟ نیز عقائد نسفیہ میں مذکور چند کرامات تحریر کریں؟

جواب: (۱)- معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اور انتہاء: اللہ تعالیٰ کی طرف

سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں اور روح وجسم کے ساتھ معراج کروائی گئی۔ یہی کیفیت معراج آپ کی شایان شان ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی طور پر یا خواب میں معراج کروائی جاتی تو کفار اور منافقین شور وغل ہرگز نہ کرتے بلکہ تسلیم کر لیتے حالانکہ انہوں نے انکار بھی کیا اور مخالفت بھی کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کہاں تک کروائی گئی؟ اس بارے میں مشہور تین اقوال ہیں: (۱) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (۲) مسجد حرام سے سدرۃ المنتہیٰ تک (۳) مسجد حرام سے لامکاں تک۔

ایک سوال اور اس کا جواب: واقعہ معراج پر سوال یہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو غائب نہیں پایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روحانی کروائی گئی تھی نہ کہ جسمانی؟ اس سوال کے کئی متعدد جوابات ہیں:

۱- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واقعہ معراج کے زمانہ میں ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔

۲- زمانہ معراج میں آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل نہیں تھیں۔

۳- آپ روحانی معراج کا انکار کر رہی ہیں نہ کہ جسمانی معراج کا۔

(۲)- کرامات اور معجزہ میں فرق: وہ خلاف عادت امر جو عقل کے بھی خلاف ہو، کسی غیر نبی سے ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اگر ایسا امر کسی نبی سے ظاہر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ کرامت ولی کی ولایت کی دلیل اور معجزہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔

عقائد نسفیہ کی روشنی میں چند کرامات: کتاب عقائد نسفیہ کی روشنی میں چند ایک کرامات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش پر آپ کی خدمت میں بے موسم مگر تروتازہ پھل پیش ہوئے۔

۲- آصف بن برخیا کا ملکہ بلقیس کا تخت مجلس برخواست ہونے سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا۔

۳- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نہاوند کے مقام پر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی راہنمائی کرنا جس کے نتیجے میں دشمن پر کامیابی وفتح حاصل ہوئی۔

۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھوڑے پر سوار ہونے سے قبل قرآن ختم کرنا۔

☆☆☆☆☆

مسئلہ تکفیر میں اہل سنت وجماعت کا مسلک کیا ہے؟

سوال نمبر 4: (الف) مسئلہ تکفیر کے بارے میں اہل سنت وجماعت کا مسلک کیا ہے؟ واضح کریں۔

جواب: (الف) مسئلہ تکفیر مین اہل سنت وجماعت کا مسلک:

عقیدہ توحید اسلامی عقائد میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے اس لیے توحید باری تعالیٰ اور دیگر اسلامی عقائد وافکار کا مختصر مگر جامع خاکہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ اللہ تعالیٰ ایک ہے ذات، صفات، افعال، احکام اور اسماء میں اُس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں۔

☆ وہ واجب الوجود ہے یعنی ازل سے ہے ابد تک رہے گا اور حادث ہونے سے پاک ہے۔

☆ وہی معبودِ حقیقی ہے۔ اُس کے غیر کی عبادت و پرستش حرام ہے بلکہ سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔

☆ وہ کسی کا محتاج نہیں البتہ کائنات کی ہر چیز اُس کی محتاج ہے۔

☆ اُس کی ذات عقل کے پیمانے میں نہیں آسکتی کیونکہ جو چیز عقل میں آئے وہ محیط ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات احاطہ وحصر سے پاک ہے البتہ اس کے افعال اس کی صفات کے مظہر اور اس کی صفات اس کی ذات کی مظہر ہیں۔

☆ اس کی صفات ذات کا نہ عین ہیں اور نہ غیر، یعنی عین ذات کو لازم اور اس کی مقتضی ہیں۔

☆ ذات کی طرح اس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں۔

☆ ذات کی طرح صفات بھی غیر مخلوق اور غیر حادث ہیں۔ اس کے علاوہ کائنات کی ہر چیز مخلوق اور حادث ہے۔

☆ وہ باپ، بیٹے اور بیوی سے پاک ہے۔

☆ وہ خود زندہ ہے، جسے چاہتا ہے زندگی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے۔

☆ وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے لیکن غیر ممکن اور محال چیز اس کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔ (جیسے دوسرا خدا پیدا کرنا اور کذب بیانی وغیرہ)

☆ اللہ تعالیٰ تمام کمالات اور خوبیوں کا جامع ہے لیکن نقص وعیب سے پاک ہے۔

☆ اس کی صفات کی طرح اس کا کلام (کلام نفسی) بھی قدیم، غیر مخلوق اور غیر حادث ہے۔

☆ اس کا علم موجودات، معدومات، جزئیات، کلیات، ممکنات اور محالات وغیرہ سب کو ازل سے لے کر ابد تک محیط رہا ہے اور رہے گا۔

☆ وہ ظاہر و باطن کی ہر چیز کو جانتا ہے۔

☆ وہ ہر چیز کا خالق و مالک حقیقی ہے۔

☆ روزی رساں صرف اسی کی ذات ہے البتہ فرشتے وغیرہ وسائل و ذرائع ہیں۔

☆ ہر نیک کام کرنے کے بعد اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیے اور برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہیے۔

☆ رؤیت باری تعالیٰ حق ہے لیکن کیف وتمثیل سے پاک۔

☆ دنیاوی زندگی میں دیدار الٰہی حضور انور ﷺ کے ساتھ خاص ہے، لیکن آخرت میں ہر صاحب ایمان کو یہ دولت میسر آئے گی۔ خواب میں یا قلبی دیدار الٰہی انبیاء اور اولیاء کے لیے ثابت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ زمان، مکان، جہت، ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور جسم سے پاک ہے۔

☆ اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عالم اسباب میں مسبّبات کو اسباب سے ربط فرما

دیا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔ وہ چاہے تو آنکھ سنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے۔ نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے، کروڑوں آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے (جمع کی بجائے) واحد کا صیغہ استعمال کرنا اس کی شان کے زیادہ لائق و مستحسن ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت اور رسل عظام علیہم السلام کی رسالت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ نبوت ورسالت کے حوالے سے اسلامی عقائد وافکار کا خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

☆ نبی اس بشر کو کہا جاتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ہو اور رسول بشر کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام سب بشر تھے لیکن بے مثل، ان میں نہ کوئی جن تھا اور نہ عورت۔

☆ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کو انسانوں کی راہنمائی کے لیے بھیجا۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش ہے، البتہ رُسل عظام علیہم السلام کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے کثیر پیغمبروں پر صحائف اور آسمانی کتب اتاریں۔ ان میں سے چار مشہور کتابیں ہیں جو چار مشہور رسولوں پر اتاری گئیں وہ یہ ہیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن حضور پُرنور حضرت محمد ﷺ پر اتارا گیا۔

☆ سب آسمانی کتب پر ایمان وایقان ضروری ہے۔ سب کتابیں تحریف کا شکار ہو گئیں البتہ قرآن پاک من وعن موجود ہے۔

☆ نزول وحی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، غیر نبی پر وحی نازل نہیں ہو سکتی اور انبیاء کرام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے۔

☆ عطاء نبوت کسی عمل صالح یا عبادت وریاضت کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جس کو چاہتا ہے اس کے لیے منتخب فرمالیتا ہے۔

☆ نبی سے نبوت اور رسول سے رسالت کا زوال (قبل از وصال اور بعد از وصال) محال دناممکن ہے۔

☆ انبیاء کرام اور رُسُل عظام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں یعنی ان سے کسی قسم کے گناہ کا صُدور ہرگز نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کفر، شرک، کذب، خیانت، دھوکا بازی اور دیگر عیوب ونقائص سے پاک ہوتے ہیں۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام نے کمال طریقے سے احکام الٰہی اس کے بندوں تک پہنچ دیے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے دنیا کی ہر چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے پیش نظر ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام تمام مخلوق سے حتیٰ کہ رسل ملائکہ سے بھی افضل واعلیٰ ہیں۔ کوئی غوث، قطب، ابدال اور ولی نبی کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

☆ ہر نبی کی تعظیم وتکریم فرض عین بلکہ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ یا اشارۃ توہین وتنقیص یا تکذیب کفر ہے۔

☆ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام، سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت وعظمت عطاء فرمائی۔ سب سے افضل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام، بعد ازاں دیگر انبیاء ومرسلین کے مدارج ومقامات ہیں۔

☆ حضور انور ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

☆ قیامت کے دن حضور انور ﷺ کی شفاعت حق ہے۔

☆ حضور انور ﷺ کی تعظیم وتکریم جز وایمان بلکہ روح ایمان ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم وتکریم جز وایمان بلکہ روحِ ایمان ہے۔

☆ نبی کے قول، فعل اور عمل کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کفر ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن اور روایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اوروں کو اس سرکاروں کے بارے میں لب کشائی کی کیا مجال؟ مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے۔ وہ اس کے پیارے بندے ہیں۔ اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں۔ دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا۔ پھر ان کے یہ افعال جن کو زلت ولغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا حِکَم ومصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد وبرکات کے مثمر ہوتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ایک لغزش کو ہی لے لیجیے، اگر وہ نہ ہوتی تو وہ جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، کتابیں نہ اترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں صدو رامور کے دروازے بند رہتے۔ ان سب کا فتح باب ایک لغزش حضرت آدم علیہ السلام کا نتیجہ مبارکہ وثمرہ طیبہ ہے۔ بالجملہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی لغزشیں صدیقین کی حسنات سے افضل واعلیٰ ہیں۔ (حسنات الابرار سیئات المقربین)۔

☆ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہے جو نور سے پیدا کی گئی ہے۔ فرشتے کھانے پینے اور سونے سے پاک ہیں ان کی خوراک رسولِ اعظم ﷺ کی خدمت میں درودِ پاک پیش کرنا ہے۔ یہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے پاک ہے اور مختلف ذمہ داریاں ان کے سپرد کی گئی ہیں۔ کوئی بارش برسانے پر مقرر ہے اور کوئی ہوا چلانے پر۔ سب سے افضل فرشتہ حضرت امین علیہ السلام ہیں جو انبیاء ورسل عظام علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کا پیغام آسمانی کتب اور صحائف کی شکل میں لے کر حاضر ہوتے رہتے۔ چار مشہور ملائکہ ہیں جو سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت جبریل علیہ السلام ☆ حضرت عزرائیل علیہ السلام

☆ حضرت اسرافیل علیہ السلام ☆ حضرت مکائیل علیہ السلام

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ ایک دائیں

کدھے پر مقرر ہے. جو نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا بائیں کندھے پر تعینات ہے جو برائیاں لکھتا ہے۔ کچھ فرشتے قبر میں سوال کرتے ہیں اور کچھ جنت ودوزخ کے دروازوں پر تعینات ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔

دوزخ تمام زمینوں کے نیچے ہے۔ جنت نیک لوگوں اور مسلمانوں کی قیام گاہ ہے جبکہ دوزخ بُرے اور کافر لوگوں کی عقوبت گاہ ہے جنت کے کئی درجات ہیں اور ہر درجہ میں شایانِ شان لوگ موجود ہوں گے۔ سب سے بلند درجہ انبیاء ورسل کرام علیہم السلام کا ہوگا۔ پھر صحابہ کرام کا، پھر تابعین، اولیاء کرام اور نیک لوگوں کا ہوگا۔ مسلمان آخر کار ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ دوزخ کے بھی کئی طبقے ہیں جن میں منافق، مشرکین اور کفار رہائش پزیر ہوں گے۔ دوزخ کی آگ دنیاوی آتش سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک اور سخت ہوگی۔

☆ اسلامی عقائد میں سے ایک عذاب قبر ہے جو حق ہے۔ فوت ہونے کے بعد کفن اور نماز جنازہ کے بعد انسان کی میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اس کے پاس منکر ونکیر فرشتے آتے ہیں جو اس سے تین سوالات کرتے ہیں۔ پہلا سوال اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں، دوسرا دین کے بارے میں اور تیسرا سوال رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے بارے میں کرتے ہیں۔ اگر میت نیک اور مسلمان ہو تو تسلی بخش جواب دے دیتی ہے جس کے نتیجے میں جنت کی طرف سے اس کے لیے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ اگر میت نافرمان یا کافر ہو تو وہ جواب دینے سے عاجز آجاتی ہے جس کے نتیجے میں جنت کی طرف سے اس کے لیے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ اگر میت نافرمان یا کافر ہو تو وہ جواب دینے سے عاجز آجاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کے لیے دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور عذاب قبر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ نیک آدمی کو قبر اس طرح دباتی ہے جس طرح والدہ شفقت ومحبت سے اپنے بچے کو دباتی ہے لیکن کافر کو اس سختی سے دباتی ہے کہ اس کی ہڈیاں اور پسلیاں چور چور ہو جاتی ہیں۔ مومن تا قیامت راحت وآرام میں رہے گا جبکہ کافر شدید تکلیف و پریشانی میں رہے گا۔

☆ ایک زمانہ آئے گا کہ ہر جاندار فوت ہو جائے گا حتیٰ کہ عزرائیل علیہ السلام کا بھی وصال ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام لوگ اپنی اپنی قبور سے اٹھیں گے۔ اس دن کو یوم آخرت یا یوم قیامت کہا جاتا ہے۔ قیامت کا دن برحق ہے۔ اس میں نیک اعمال کا اجر اور اعمالِ بد کی سزا دی جائے گی۔ مسلمانوں کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں اور کفار کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

☆ نیک لوگوں کو ان کے اعمالِ خیر کی جزا اور برے لوگوں کو ان کے اعمالِ بد کی سزا دینے کے لیے ''میزان عدل'' قائم کیا جائے گا۔ جس پر اعمال نیک اور اعمالِ بد تولے جائیں گے۔ کسی پر ظلم وزیادتی ہرگز نہیں ہوگی۔ ہر انسان کو جزا یا سزا کا پروانہ دیا جائے گا۔ ''میزانِ عدل'' پر وزن کرتے وقت دُنیاوی معیار کے برعکس پلڑے کا جھکاؤ یا بلند ہونا ہوگا یعنی زیادہ اعمال کا پلڑا بلند اور کم اعمال والا پلڑا جھکا ہوا ہوگا۔ حساب کتاب کے بعد نیک مسلمان جنت میں داخل کر دیے جائیں گے جبکہ بُرے مسلمان نافرمانی کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل کیے جائیں گے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کفار کو دوزخ میں پھینکا جائے گا جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

☆ نماز جنت کے دروازے کی چابی ہے۔

☆ نماز دین کا ستون ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہوتی ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال ودولت محفوظ ہو جاتی ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ اور بندے کا تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے انسان کو بیماریوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے تزکیۂ نفس اور تقویٰ وطہارت کی دولت میسر آتی ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات کا حقدار بن جاتا ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے انسان میں غریبوں کی ہمدردی اور معاونت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ حج بیت اللہ کرنے سے بیک وقت عبادت مالی وبدنی دونوں کا ثواب ملتا ہے۔

☆ حج بیت اللہ سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔

☆ حج بیت اللہ کرنے سے دنیا کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔

☆ زیارت حرمین سے انسان کو قربِ خداوندی اور قربِ مصطفیٰ ﷺ کی دولت میسر آتی ہے۔

مندرجہ بالا عقائد وافکار اور اعمال کا تعلق ضروریات دین سے ہے۔ان میں سے کسی ایک کا انکار بلا امتیاز کفر ہے اور ایسے منکر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ کافر کو کافر اور مسلمان کو مسلمان سمجھنا بھی ضروری ہے۔

(ب) تعظیم مصطفیٰ ﷺ پر کم از کم تین آیاتِ قرآنیہ لکھیں؟

جواب: تعظیم رسول ﷺ پر تین آیاتِ قرآنی:

تعظیم رسول اللہ ﷺ جان ایمان ہے اور امت پر فرض ہے، اس بارے میں تین ارشادات خداوندی درج ذیل ہیں:

1- لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا O (الفتح:9)

اور تم رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔

2- لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (النور:63)

تم رسول کو ایسے نہ بلاؤ جس طرح تم باہم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

3- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط (احزاب:36)

جب اللہ اور رسول کچھ فرمائیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

(ج) گستاخانِ رسول سے رشتہ داری کے متعلق قرآن کیا فرماتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: گستاخان رسول سے رشتہ کے متعلق قرآن کا فیصلہ:

تعظیم رسول ﷺ کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، سارے دین کی بنیاد اور اصل الاصول نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑے اہتمام کے ساتھ مسلمانوں کو حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ کے آداب کی تعلیم فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (التوبہ:65)

اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو تو وہ کہیں گے کہ ہم یونہی ہنسی مذاق کررہے تھے۔تم فرماؤ: کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو؟

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دو آپس میں بولے کہ حضور کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے یہ بالکل غلط ہے، تیسرا خاموش تھا مگر ان کی باتوں پر ہنستا تھا۔حضور اقدس ﷺ نے ان تینوں کو بلا کر دریافت کیا، وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لیے دل لگی کرتے جارہے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔اس سے تین مسائل معلوم ہوئے: (۱) اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو غیب کا علم دیا جو تنہائی میں باتیں کی جائیں آپ کو ان کی خبر ہے۔ (۲) کفر کی باتیں سن کر بطور رضا خاموش رہنا یا ہنسنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ رضا بالکفر کفر ہے۔ (۳) حضور ﷺ کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے، کیونکہ ان منافقوں نے حضور ﷺ کی توہین کی تھی۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (احزاب:۵۷) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس کام سے حضور اقدس ﷺ کو ایذا پہنچے وہ حرام ہے اگرچہ بظاہر وہ عبادت ہو۔لہٰذا اگر آپ ﷺ کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز

حرام ہے اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے سے راحت پہنچے وہ نماز چھوڑنی فرض ہے۔ اسی
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیبر میں نماز عصر حضور ﷺ کی نیند پر قربان کرنا اعلیٰ عبادت قرار پائی۔

سوال 5: اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کے منکر کا حکم مع الدلیل بیان کریں؟

جواب: اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کے منکر کا حکم:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک علم الٰہی کا انکار کفر ہے، اس بارے میں ارشا
خداوندی ہے۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۔ اللہ تعالیٰ ہر نہاں وعیاں کو جاننے والا ہے۔
یعنی جو اشیاء بندے کے لیے غیب وشہادت ہیں، اب ان سب کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ ک
لیے کوئی چیز غیب نہیں ہے، ہر معدوم وموجود اس پر ظاہر ہے۔ ان چیزوں کا غیب ہو
ہمارے لحاظ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئی کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات
معدومات، ممکنات، محالات، سب کو اوّل سے جانتا ہے اور ابد تک جانے کا۔ اشیاء بدلتی ہیں
اور ان کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اس کی خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی
انتہاء نہیں ہے۔

ہر وہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ چیز کے وقوع سے قبل نہیں جانتا، اہل سنت کے
نزدیک وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

سوال 6: کیا کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے؟ حکم بھی بیان کریں؟

جواب: کذب تحت قدرت باری تعالیٰ نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ عیوب ونقائص سے پاک ہے، کذب عیب ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اس سے پاک
ہے اور یہ تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچ کس کی بات ہوسکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کے لیے کذب ممتنع بالذات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوبیوں کا
مالک ہے اور عیوب ونقائص سے پاک ہے، اسے کذب سے متصف کرنا عیب ہے جبکہ
عیب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا حرام ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا کاذب ہونا (معاذ اللہ)
قطعاً محال ہے اور محال چیز اس کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔ اسے عیبی ظاہر کرنا، اللہ

تعالیٰ کا انکار ہے، یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہوگی، باطل محض ہے کہ
اس میں قدرت کا کیا نقصان ہے؟ نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں
صلاحیت نہیں۔

کذب تحت قدرت باری تعالیٰ سے مراد اگر بندوں کے جھوٹ کی تخلیق ہو تو یہ باطل
محض جہالت وگمراہی ہے۔ اگر یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات صفت کذب سے متصف ہو
ناممکن تو ایسا عقیدہ کفر خالص ہے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

دوسرا پرچہ: علم الفرائض (سراجی)

سوال 1: (الف)- کسی شخص کے ترکہ سے وراثت حاصل کرنے کے اسباب اور اس کی شرائط لکھیں؟

(ب) ترکہ، وارث اور مورث میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: (الف)- کسی کے ترکہ سے وراثت حاصل کرنے کے اسباب و شرائط: کسی میت کے ترکہ سے وراثت حاصل کرنے کے اسباب دو ہیں:

(۱)- نکاح۔

(۲)- خونی رشتہ۔

حصول وراثت کی شرائط درجہ ذیل ہیں:

(۱)- وراثت سے محروم کرنے والے اسباب سے کسی سبب کا معدوم ہونا۔

(۲)- مورث کا فوت ہو جانا۔

(۳)- وارث کا زندہ ہونا۔

(ب) (۱)- ترکہ، وارث اور مورث کی تعریفات:

(۱)- ترکہ: وہ دولت ہے جو میت چھوڑ کر جائے۔

(۲)- وارث: میت کے وہ اقرباء جو ترکہ کے وارث بنتے ہیں، اس کی جمع ورثاء ہے۔

(۳)- مورث: میت یعنی فوت شدہ۔

(۲)- میت کے مال سے متعلق امور بیان کریں؟

جواب: میت سے متعلق اہم امور درج ذیل ہیں:

(۱)- ترکہ سے سب سے پہلے میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین کا اہتمام کیا جائے گا۔

(۲)- باقی ماندہ مال وراثت سے میت کا قرضہ ادا کیا جائے گا (بشرطیکہ ہو)۔

(۳)- قرضہ ادا کرنے کے بعد جو مال وراثت بچے اس کے تہائی مال سے وصیت پوری کی جائے گی بشرطیکہ میت نے وصیت کی ہو۔

وصیت کے تین ارکان ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)- موصی، (۲) موصی لہٗ، (۳) موصی بہ۔

(۳)- میراث سے محروم کرنے والے اسباب کی وضاحت کریں؟

جواب: وراثت سے محروم کرنے والے اسباب درج ذیل ہیں:

۱- قتل: کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کرے تو وہ حصہ وراثت حاصل کرنے سے محروم رہے گا۔

۲- اختلاف دارین: وارث ایک ملک میں رہائش پذیر ہو جبکہ مورث دوسرے ملک کا باشندہ ہو۔ (یہ سبب غیر مسلم لوگوں سے متعلق ہے۔)

۳- اختلاف دین: وارث اور مورث دونوں کا دین مختلف ہو یعنی ایک مسلم اور دوسرا کافر ہو تو باہم وارث نہیں ہوں گے۔

۴- اندھی موت: متعدد افراد اجتماعی طور پر موت کا شکار ہو جائیں۔ مثلاً دیوار کے نیچے آ کر مر جائیں یا پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو جائیں بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ کون پہلے فوت ہوا ہے اور کون بعد میں۔

۵- مرتد ہو جانا: کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے (معاذ اللہ) تو وہ وراثت سے محروم رہے گا۔

سوال نمبر 2: (الف) (۱)- ذوی الفروض اور عصبات میں سے ہر ایک کی تعریف قلم بند کریں؟

۲- بیٹی کی تینوں حالتیں مع امثلہ نقل کریں؟

(ب) (۱)- ماں کی سب حالتیں مثالوں سمیت بیان کریں؟

(۲)- حجب کی تعریف تحریر کر کے اس کی دونوں اقسام مع امثلہ بیان کریں؟

جواب: (الف) (ا)۔ ذوی الفروض اور عصبات کی تعریفات:

ا- ذوی الفروض: وہ ورثاء مراد ہیں جن کا حصہ قرآن کریم' حدیث رسول اور اجماع امت میں مقرر کیا گیا ہو۔ وہ کل بارہ افراد ہیں جن میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔ وہ بارہ درج ذیل ہیں:

(ا) باپ' (۲) دادا۔ (۳) ماں شریک بھائی' (۴) خاوند' (۵) دادی' (۶) ماں' (۷) بیوی' (۸) بیٹی' (۹) پوتی' (۱۰) حقیقی بہن' (۱۱) باپ شریک بہن' (۱۲) ماں شریک بہن۔

۲- عصبات: عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا حصہ شریعت میں متعین نہ ہو مگر ذوی الفروض کو ان کا متعین حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ سے انہیں ملتا ہے۔ اگر میت کے ذوی الفروض نہ ہوں تو تمام ورثا ان میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲)- بیٹی کی تینوں حالتیں مع امثلہ:

بیٹی کی تینوں حالتیں مع امثلہ درج ذیل ہیں:

1- نصف حصہ ملتا ہے بشرطیکہ بیٹی اکیلی ہو۔ مثال:

میت

بیٹی	باپ
نصف حصہ (½)	چھٹا حصہ + بقیہ
3	2+1=3

2- دو تہائی حصہ ملتا ہے جبکہ بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ مثال:

میت

بیٹی + بیٹی	بھائی
دو تہائی (2/3)	بقیہ
1+2+1	1

3- ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ سب ملتا ہے جبکہ بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو۔ مثال:

میت

شوہر	بیٹی+بیٹا
چوتھا حصہ (1/4)	بقیہ (لڑکے کو لڑکی سے دوگنا)
3	3 6

(ب) ماں کی سب حالتیں:

ماں کی کل تین حالتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- چھٹا حصہ ملتا ہے جبکہ

(i) میت کی ماں کے ساتھ میت کا بیٹا' بیٹی' پوتا' پوتی' پڑپوتا اور پڑپوتی موجود ہو۔ مثال:

میت

ماں	بیٹا
چھٹا حصہ (1/6)	بقیہ
1	5

(ii)- میت کی ماں کے ساتھ میت کے دو بہن بھائی ہوں...... خواہ وہ حقیقی باپ شریک یا ماں شریک ہوں۔ مثال:

میت

ماں	بھائی + بہن
1	5
3	5-15-10

2- شوہر یا بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد جو مال باقی بچے اس میں سے ایک تہائی حصہ ملتا ہے جبکہ

(i)-شوہر فوت ہو جائے اور اس کے دیگر ورثاء کے علاوہ اس کی بیوی، باپ، چچا اور ماں موجود ہوں۔ مثال:

میت

بیوی	ماں	باپ	چچا
چوتھا حصہ (1/4)	ایک تہائی حصہ (1/3)	بقیہ	محروم
3	3	6	-

(ii)-بیوی فوت ہو جائے اور اس کے دیگر ورثاء کے علاوہ اس کا شوہر، باپ، چچا اور ماں موجود ہوں۔ مثال:

میت

شوہر	ماں	باپ	چچا
آدھا حصہ (1/2)	ایک تہائی حصہ (1/3)	بقیہ	محروم
3	1	1	-

3-کل مال کا ایک تہائی حصہ ملتا ہے جبکہ

(i)-میت کا بیٹا، بیٹی، پڑپوتا، پڑپوتی، پوتا اور پوتی موجود نہ ہوں۔ مثال:

میت

ماں	باپ
ایک تہائی حصہ (1/3)	بقیہ
1	2

(ii)-میت کے دو یا دو سے زیادہ کسی بھی قسم کے بہن بھائی موجود نہ ہوں۔ مثال:

میت

ماں	بہن	چچا
ایک تہائی حصہ (1/3)	آدھا حصہ (½)	بقیہ
2	3	1

(iii)-اگر شوہر فوت ہو جائے تو اس کے دیگر ورثاء کے ساتھ اس کی بیوی اور باپ / چچا دونوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثال:

میت

ماں	بیوی	بھائی
ایک تہائی حصہ (1/3)	چوتھائی حصہ (1/4)	بقیہ
4	3	5

(iv)-اگر بیوی فوت ہو جائے تو اس کے دیگر ورثاء کے ساتھ اس کا شوہر اور باپ / چچا میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو۔ مثال:

میت

ماں	شوہر	بھائی
ایک تہائی حصہ (1/3)	آدھا حصہ (1/2)	بقیہ
2	3	1

(ii)-حجب کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ:

حجب: لغوی معنی رکاوٹ یا پردہ کے ہیں۔ علم الفرائض کی اصطلاح میں ایک وارث کا حصہ دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جانا یا بالکل ختم ہو جانا، حجب کہلاتا ہے۔

حجب کی دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

1-حجب نقصان: ایک وارث کا حصہ دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جانا۔ اس کی پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1-والدہ کا حصہ: اولاد یا بھائیوں کی موجودگی میں کم ہو کر چھٹا حصہ (1/6) باقی رہ جاتا ہے۔

(2)-شوہر کا حصہ: اولاد موجود ہونے کی صورت میں نصف سے کم ہو کر چوتھائی (1/4) باقی رہ جاتا ہے۔

3- باپ شریک بہن کا حصہ ایک حقیقی بہن موجود ہونے کی صورت میں نصف حصہ سے کم ہوکر چھٹا (1/6) حصہ باقی رہ جاتا ہے۔

4- بیوی کا حصہ: اولاد موجود ہوتو چوتھائی حصہ سے کم ہوکر آٹھواں حصہ (1/8) رہ جاتا ہے۔

5- پوتی کا حصہ: ایک حقیقی بیٹی کی موجودگی میں نصف حصہ سے کم ہوکر چھٹا (1/6) حصہ رہ جاتا ہے۔

2- حجب حرمان: ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے مکمل طور پر وراثت سے محروم ہوجانا اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

1- بیٹے کی موجودگی میں پوتا محروم ہوجاتا ہے۔

2- باپ کے موجود ہونے کی صورت میں دادا محروم رہے گا۔

سوال نمبر3: (الف) - درج ذیل مسائل حل کریں؟

(i)- میت

شوہر پوتی بیٹا

(ii)- میت

بیوی باپ دادا

(iii)- میت

بیوی بیٹی حقیقی بہن

(iv)- میت

بیوی 4دادیاں 6ماں شریک بہنیں

(ب)(i)- میت

دادا بیٹا بیٹی

(ii)- میت

حقیقی بہن باپ شریک بہن چچا

(iii)- میت

شوہر ماں باپ

(iv)- میت

4بیویاں بیٹیاں جدات

جواب: (الف): (i)- میت

شوہر پوتی بیٹا

باقی ماندہ جائیداد (1/4) X باقی ماندہ جائیداد

(ii)- میت

بیوی باپ داد

1/4 باقی ماندہ تمام جائداد x

(iii)- میت

بیوی بیٹی حقیقی بہن

1/6 1/2 باقی ماندہ تمام جائیداد

(iv)- میت

بیوی 4دادیاں 6ماں شریک بہنیں

1/4 باقی ماندہ تمام جائیداد X

(ب)(i)- میت

دادا بیٹا بیٹی

x 2/3 1/3

(ii)- میت

حقیقی بہن باپ شریک بہن چچا

1/2 1/2 باقی ماندہ تمام جائیداد

(iii)- میت

شوہر	ماں	باپ
کل جائیداد ملے گی	x	x

(vi)- میت

4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 جدات
1/6	1/3	1/6

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1- وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت اوثیبا ۔

(i)- عبارت مذکورہ بالا کا اردو ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ الفاظ کی تشریح سپرد قلم کریں؟

(ii)- مسئلہ مذکورہ بالا میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی علیہما الرحمہ کا مؤقف مع دلائل لکھیں؟

(iii)- نکاح کے لیے گواہ کم از کم کتنے ہوں اور ان کے اوصاف کیا ہونے چاہئیں؟

ترجمہ: آزاد عاقلہ بالغہ خاتون کا نکاح اس کی مرضی سے منعقد ہو جاتا ہے خواہ اس کے ولی نے نکاح منعقد نہ کیا ہو وہ عورت خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

1- بکرا: وہ عورت جس کا پردہ بکارت نہ پھٹا ہو۔

2- ثیبا: وہ عورت جس کا پردہ بکارت پھٹ گیا ہو خواہ شوہر کی وطی یا عمر رسیدہ ہونے یا زنا کاری کے سبب۔

(ii)- مسئلہ مذکورہ میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف مع الدلائل:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف ہے کہ آزاد عاقلہ بالغہ عورت محض اپنی مرضی سے نکاح کرے گی تو منعقد ہو جائے گا لیکن ولی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ آپ نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبی الخ اور مومنہ خاتون اپنا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرے۔ (تو یہ

درست ہوگا۔)

2-حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آزاد عاقلہ بالغہ عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔انہوں نے اس مشہور روایت سے استدلال کیا ہے:**لا نکاح الا بولی** (یعنی ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوگا۔)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت نابالغہ لڑکی یا کنیز کے نکاح پر محمول ہوگی۔

(iii)-نکاح کے گواہوں کی تعداد اور ان کے اوصاف:

فقہ حنفی کے اعتبار سے کم از کم نکاح کے گواہ دو ہونے چاہئیں۔ وہ گواہ صداقت وامانت، شرافت ودیانت، تقویٰ وطہارت اور مکارم اخلاق جیسے اوصاف کے جامع ہوں۔ ان میں سے کوئی فاسق معلن نہیں ہونا چاہیے۔اگر کوئی گواہ فاسق معلن ہو تو کراہت کے ساتھ نکاح انعقاد پزیر ہوجائے گا۔

سوال نمبر2:

النفقة واجبة على زوجها مسلمة كانت او كافرة اذا سلمت نفسها الى منزله فعليه نفقتها و كسوتها و سكناها . والاصل فى ذلك قوله تعالىٰ: لينفق ذوسعة من سعته، وقوله تعالىٰ: وعلى المولود له رزقهن و كسوتهن بالمعروف . وقوله عليه السلام فى حديث حجة الوداع: ولهن عليكم رزقهن و كسوتهن بالمعروف .

(الف):عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب):خاوند پر عورت کا نفقہ (خرچ) کن کن صورتوں میں ہے؟

(ج): آدمی پر اپنے اباء واجداد کا نفقہ کب لازم ہے؟ اگر ان کا دین مختلف ہو تو ان کے نفقہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: (1) ترجمہ عبارت: بیوی کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافر بشرطیکہ وہ اپنے شوہر کے گھر اپنا آپ اس کے حوالے کردے۔ تو ایسی صورت میں بیوی کا خرچہ، اس کا لباس اور اس کی رہائش شوہر کے ذمہ ہوگی۔ اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: صاحب وسعت شخص اپنے عام معمول کے مطابق خرچہ فراہم کرے گا۔" مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے: بچے کا باپ، اس کی والدہ کو کھانا اور لباس مناسب طریقہ سے فراہم کرے گا۔ اس سلسلے میں حدیث خطبۃ حجۃ الوداع میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: عورتوں کا کھانا اور لباس مناسب طریقہ سے فراہم کرنا تم پر لازم ہے۔"

(ب) شوہر پر نفقہ واجب ہونے کی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں شوہر پر واجب ہے کہ وہ عورت کو نان ونفقہ فراہم کرے:

1- جب بیوی اپنے والدین کے گھر چلی جائے خواہ ناراض ہو کر یا رضامندی سے تو جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہیں آجاتی تو شوہر کے ذمہ اس کا خرچہ نہیں ہے۔

2- زوجہ اپنے شوہر کے گھر میں موجود ہے مگر حق مہر ادا نہ کرنے کی وجہ سے شوہر کو جماع کرنے سے منع کرتی ہو تو بیوی کا خرچ شوہر کے ذمہ واجب ہے کیونکہ رکاوٹ کا سبب شوہر ہے۔

3- بیوی اپنے شوہر کے گھر موجود ہے اور وہ شوہر کو جماع کی اجازت نہ دیتی ہو تو شوہر کے ذمہ خرچ واجب ہے اور وہ زور کی بنیاد پر جماع کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

(ج)-اباء واجداد اور والدین کا خرچ واجب ہونے کی صورت: کسی شخص کے اباء و اجداد اور والدین غریب ہوں تو ان کا خرچ اس کے ذمہ واجب ہوگا۔اس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:**وصاحبهما فى الدنيا معروفا**، تم دنیا میں عام طریقہ کے مطابق نیکی کرو۔" یہ آیت غیر مسلم والدین کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے کہ ایک شخص خود تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو مگر اس کے والدین اس سے محروم

رہیں۔

سوال نمبر 3: (الف) محرمات کی تفصیل بیان کریں، نیز حرمت مصاہرت سے کیا مراد ہے؟

(ب) الطلاق علی ثلثة اوجه حسن واحسن وبدعی ۔طلاق کی مذکورہ تینوں قسموں کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) محرمات کی تفصیل:

محرمات یعنی وہ خواتین جن سے نکاح حرام ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، دادی، نانی، پردادی، پرنانی، پوتی، پڑپوتی، نواسی، بیوی کی لڑکیاں، بیوی کی ماں (ساس)، دادیاں، بیوی کی نانیاں۔

حرمت مصاہرت کا مفہوم و مطلب:

جس طرح نسب کے سبب حرمت ثابت ہوتی ہے اسی طرح زنا و رضاعت سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے، اس حرمت کو حرمت مصاہرت کہا جاتا ہے۔ جس عورت کا دودھ نوش کیا تو اس کی اولاد سے نکاح حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس عورت سے زنا کا ارتکاب کیا تو اس کی ماں اور اس کی بیٹیوں سے نکاح بھی حرام قرار پاتا ہے۔ ہاں اس حرمت کو ''حرمت مصاہرہ'' کہا جاتا ہے۔

(ب) طلاق ثلاثہ کی وضاحت:

طلاق ثلاثہ کی توضیح درج ذیل ہے:

1- طلاق احسن: شوہر اپنی بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس نے جماع نہ کیا ہو، پھر عدت پوری ہونے تک اس سے الگ رہے۔ اس طلاق کی عدت مکمل ہونے پر شوہر حلالہ کے بغیر مطلقہ سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ صحابہ اس طلاق کو افضل قرار دیتے تھے۔

2- طلاق حسن: خاوند اپنی مدخولہ بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے گویا ہر طہر میں

ایک طلاق دے۔ یہ طلاق ''طلاق سنت'' کہلاتی ہے۔ گویا یوں طلاق دینا سنت سے ثابت ہے۔ طہر کے آخری ایام میں طلاق دینا زیادہ بہتر ہے۔

3- طلاق بدعت:

شوہر اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے، تو یہ طلاق بدعت ہوگی۔ اس طلاق کی صورت میں رجوع نہیں کیا جا سکتا بلکہ زوجین کے مابین مکمل علیحدگی ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 4: (الف): درج ذیل کی وضاحت کریں؟

(1)- عدت، (2) طلاق رجعی، (3) طلاق بائن، (4) ایلاء، (5) خلع، (6) ظہار۔

(ب): درج ذیل کے جوابات سپرد قلم کریں؟

(1)- اگر نکاح میں مرد یہ شرط لگائے کہ عورت کے لیے مہر نہیں ہوگا تو کیا نکاح ہو جائے گا یا نہیں اور کیوں؟

(2)- اگر دس درہم سے کم مہر مقرر کیا جائے تو کیا مقرر کردہ مہر دینا لازم ہوگا یا اس سے زیادہ؟ نیز زیادہ کی مقدار کتنی ہوگی؟

(3)- اگر شوہر قبل الدخول عورت کو طلاق دے تو شوہر پر کیا لازم آئے گا؟ مقرر کردہ مہر کی رقم یا کم و بیش اور کیوں؟

(4)- درج ذیل صورتوں میں اجازت نکاح کے وقت عورت کی خاموشی اجازت کی دلیل ہوگی یا نہیں اور کیوں؟

اجازت لینے والا ولی ہو یا غیر ولی ہو۔ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ۔

(5)- نکاح متعہ اور نکاح موقت کا حکم کیا ہے اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: (الف): اصطلاحات کی تعریفات:

(1)- عدت: نکاح ختم ہونے کے بعد عورت شوہر کے مکان میں مقررہ مدت تک یعنی تین حیض (چار مہینے دس دن) تک ٹھہرنے کو کہا جاتا ہے۔

(2)- طلاق رجعی: لفظ صریح کے ساتھ شوہر بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دے، تو

دوران عدت شوہر بیوی سے رجوع کرسکتا ہے۔

(3)- طلاق بائن: شوہر اپنی بیوی کو لفظ کنایہ کے ساتھ طلاق دے۔ (مثلاً تو مجھ سے فارغ ہے۔) تو اسے طلاق بائن کہا جاتا ہے۔ نیت کی بنیاد پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

(4)- ایلاء: شوہر کا اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے زائد مدت تک جماع نہ کرنے کی قسم کھانا۔

(5)- خلع: بیوی کا اپنے شوہر کو رقم وغیرہ دے کر طلاق لینے کو خلع کہا جاتا ہے۔

(6)- ظہار: کوئی شخص اپنی بیوی یا اس کے ایسے جز کو جسے بول کر عورت کا کل مراد لیا جا سکتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس مرد پر حرام ہو یا اس عورت کو ایسے عضو سے تشبیہ دینا جسے دیکھنا اس مرد پر حرام ہو ظہار کہلاتا ہے۔

(ب) جوابات:

(1)- اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا مگر مہر شوہر کے ذمہ قرض ہوگا' کیوں کہ مہر کا ذکر یا تعین کرنا شرائط نکاح میں سے نہیں ہے۔

(2)- اس صورت میں دس درہم مہر لازم ہوگا' کیونکہ یہ کم از کم مہر کی مقدار ہے۔

(3)- اس صورت میں شوہر نصف مہر اور کپڑوں کا تحفہ دے کر بیوی کو فارغ کردے گا۔

(4)- غیر ولی کا اجازت لینا فضول ولایعنی ہے۔ ولی اجازت لے گا تو اگر لڑکی باکرہ ہوگی تو اس کی خاموشی بھی اجازت متصور ہوگی۔ اگر عورت ثیبہ ہوگی تو اس کی خاموشی اجازت نہیں ہوگی بلکہ باآواز اجازت دینا ضروری ہے۔

(5)- نکاح متعہ میں وقت کا ذکر نہیں ہوتا' جبکہ نکاح موقت میں وقت کا ذکر وتعین ہوتا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے دونوں حرام اور خلاف شرع ہیں۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

چوتھا پرچہ: مسند امام اعظم وآثار السنن

قسم اول: مسند امام اعظم

سوال نمبر 1: **عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لعن اللہ القدریۃ وقال مامن نبی بعثہ اللہ تعالیٰ الاحذر امتہ منھم ولعنھم ۔**

(الف): حدیث کا ترجمہ کریں؟

(ب): فرقہ قدریہ کا عقیدہ لکھیں اور واضح کریں کہ کس بناء پر ایک روایت میں ان کو اس امت کا مجوسی قرار دیا گیا ہے؟

(ج) اس فرقہ پر لعنت کرنے والے انبیاء کرام کی تعداد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' اس کو ضبط تحریر میں لائیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قدریہ پر لعنت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے جتنے بھی نبی گزرے ہیں' انہوں نے اپنی امت کو قدریوں سے ڈرایا اور ان پر لعنت فرمائی۔

(ب): قدریہ کے عقائد اور انہیں اس امت کے مجوسی قرار دینے کی وجہ: قدریہ لوگ متعدد خداؤں کے قائل ہیں' ان کے نزدیک خیر کے خالق کو ''یزداں'' جبکہ شر کے خالق ''اہرن'' کہا جاتا ہے۔ وہ انسان کو اپنے اعمال وافعال کا خالق تصور کرتے ہیں۔ اس طرح قدری لوگ مجوسیوں سے بھی چند قدم آگے ہیں۔ ان کے شرکیہ عقائد وافکار کے سبب انہیں اس امت کا مجوسی قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں ان سے قطع تعلق اور بائیکاٹ کا حکم دیا

گیا ہے۔ یہ لوگ تقدیر کے منکر ہیں جس وجہ سے انہیں "قدری" کہا جاتا ہے۔

(ج): ان پر لعنت کرنے والے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق قدری فرقہ پر لعنت کرنے والے انبیاء کرام کی تعداد ستر (70) ہے جبکہ کل انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

سوال نمبر 2: عن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔

(الف): ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مسلمہ پر طلب علم فرض ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول اس کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

(ب): فرض عین اور فرض کفایہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ "علم فقہ" کا سیکھنا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

(ج): قرآن مجید کی کتنی مقدار سیکھنا فرض عین ہے اور کس پر؟

جواب: (الف): ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حصول علم کی فرضیت میں تذکیر وتانیث کا اعتبار:

علم روشنی اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جس کا حصول فرض ہے۔ اس کے حصول کی فرضیت مرد وعورت دونوں پر فرض ہے۔ اس حدیث میں تذکیر کا استعمال کیا گیا جبکہ ایک دوسری روایت میں تذکیر وتانیث دونوں کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں جب مرد پر اس کا حصول فرض ہے تو عورت کے حق میں اس کی فرضیت بطریق اولیٰ ثابت ہو جاتی ہے۔

(ب) فرض عین اور فرض کفایہ کی تعریفات:

۱- فرض عین: وہ فرض ہے جس کا بجالانا مرد وزن دونوں پر ضروری ہے، بشرطیکہ وہ

عاقل وبالغ ہوں جیسے نماز کے لیے قرأت کی مقدار قرآن سیکھنا وغیرہ۔

۲- فرض کفایہ: ایسا فرض ہے جس کا بجالانا ہر مسلمان مرد وزن پر ضروری نہ ہو ایک دو فرد اسے بجالائیں تو سب کے سب بری الذمہ ہو جاتے ہیں جیسے نماز جنازہ۔ اگر ایک دو آدمی بھی پڑھ لیں تو سب بری الذمہ ہو جاتے ہیں ورنہ سب گناہ گار ہوں گے۔

علم فقہ حاصل کرنے کا شرعی حکم: علم فقہ کا مکمل طور پر حاصل کرنا فرض کفایہ ہے یعنی محلہ یا علاقہ یا گاؤں میں سے ایک آدمی بھی پڑھ لے تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔ تاہم زندگی کے جس شعبہ میں کوئی شخص کام کرتا ہو تو متعلقہ شعبہ کے حوالہ سے فقہی مسائل سیکھنا فرض عین ہے۔

(ج): قرآن مجید کچھ مقدار میں سیکھنا فرض عین ہے: قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کرنا اور تجوید وقرأت سیکھنا تو فرض کفایہ ہے، تاہم ہر مسلمان مرد وزن عاقل وبالغ پر اتنا قرآن سیکھنا فرض عین ہے جس سے نماز درست ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 3: بلوغت سے قبل مرجانے والے کفار کے بچے کافر ہیں یا مؤمن؟ اس مسئلہ میں اختلاف آئمہ بمع دلائل سپرد قلم کریں اور امام اعظم کا مؤقف بمع دلیل تحریر کریں؟

جواب: کفار کے بچوں کے حوالہ سے مذاہب آئمہ:

کفار ومشرکین کے وہ بچے جو عالم شیر خوارگی میں فوت ہو جائیں ان کے بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف افکار ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی رضا پر موقوف ہے۔ کیونکہ ہم انہیں نہ جنتی قرار دے سکتے ہیں اور نہ ہی جہنمی، فقہائے مالکیہ کا نظریہ ہے کہ کفار ومشرکین کے بچے والدین کے تابع ہو کر جہنم میں جائیں گے اور مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کے تابع ہو کر جنت میں جائیں گے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ان بچوں کے معاملہ میں توقف و سکوت بہتر ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو جواب دیا اس میں دونوں پہلو یکساں ہیں یعنی نہ کسی پہلو کی تصریح ہے اور نہ ہی ترجیح۔ لہٰذا توقف اختیار کرنا بہتر ہوگا۔

کفار کے بچوں کے بارے میں اقوال:

کفار ومشرکین کے وہ بچے جو حالت شیر خوارگی میں دنیا سے رخت ہو جاتے ہیں کیا والدین کے تابع کرتے ہوئے انہیں کافر قرار دیا جائے گا یا اس کے برعکس حکم لگایا جائے گا؟ برصورت اوّل فطرت سلیمہ پر ان کی پیدائش کا مطلب کیا ہوگا؟ برتقدیر ثانی مشہور مقولہ "الولد تبع لابویہ" سے کیا مراد ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بارے میں مفکرین، محدثین اور محققین کے مختلف اقوال ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1)- کفار ومشرکین کے وہ بچے جو شیر خوارگی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جائیں وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، وہ نہ مشرک ہوتا ہے اور نہ کافر۔

(۲)- کفار ومشرکین کے نوزائیدہ بچے اہل جنت کے خدام کی حیثیت سے جنت میں جائیں گے اور جنت میں ان کی خدمات سرانجام دیں گے۔

(3)- اللہ تعالیٰ عزوجل کے علم کے مطابق جو بچے بڑے ہو کر اہل جنت کے اعمال کرنے والے تھے، وہ جنت میں جائیں گے۔ ان بچوں میں سے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے علم میں اہل جہنم کے اعمال کرنے والے تھے وہ دوزخ میں جائیں گے۔

(4)- وہ بچے جنت میں داخل نہیں ہوں گے کیونکہ انہوں نے اہل جنت کے اعمال نہیں کیے اور وہ دوزخ میں بھی نہیں جائیں گے کیونکہ انہوں نے اہل جہنم کے اعمال بھی نہیں کیے بلکہ وہ جنت و دوزخ کے درمیان "مقام اعراف" میں رہیں گے۔

(5)- آخرت میں انہیں بطور آزمائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوزخ میں جانے کا حکم دیا جائے گا جو بچے دوزخ میں داخل ہوں گے آتش جہنم ان کے لیے اسی طرح باغ بہار اور امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی جس طرح آتش نمرودی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے امن و سلامتی والی بن گئی تھی۔ جو بچے آتش دوزخ میں کودنے سے انکار کر دیں گے انہیں دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔

قسم ثانی: آثار السنن

سوال نمبر 4: **عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال مابین المشرق والمغرب قبلة .**

(الف): مشرق ومغرب کے درمیان قبلہ کن لوگوں کے لیے ہے؟ مدینہ طیبہ سے کس جانب قبلہ ہے؟ یہ ارشاد مکہ میں فرمایا یا مدینہ میں؟

(ب): مکہ میں فتح مکہ سے قبل سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کس جانب منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور کیفیت کیا تھی؟

(ج): تبدیلی قبلہ کا سن، مقام اور وقت تحریر کریں، نیز کیفیت بیان کریں؟

جواب: (الف): ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق ومغرب کے درمیان میں قبلہ ہے۔

یہ روایت کن لوگوں کے لیے وارد ہوئی ہے؟: مندرجہ بالا روایت میں مشرق ومغرب کے درمیان قبلہ قرار دیا گیا ہے، یہ ارشاد اہل مکہ کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ گویا اہل مکہ کے لیے قبلہ مشرق ومغرب کے درمیان میں واقع ہے۔

مدینہ منورہ سے قبلہ کی سمت:

مدینہ منورہ سے قبلہ جانب "جنوب" واقع ہے۔

کس شہر میں یہ ارشاد بیان ہوا؟:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد مدینہ منورہ میں بیان کیا تھا، کیونکہ مکی زندگی میں "بیت اللہ" قبلہ قرار نہیں پایا تھا۔

(ب): فتح مکہ سے قبل نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی کیفیت:

فتح مکہ سے قبل دوران نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ انور بیت المقدس کی طرف کرتے تھے، کیونکہ اس وقت تحویل قبلہ نہیں ہوا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوران نماز بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر بیت المقدس کا رخ فرماتے تھے اس طرح کعبہ بھی سامنے ہوتا اور چہرانور بھی بیت المقدس کی طرف ہوتا تھا۔

(ج): تبدیلی قبلہ کا سال، مقام، وقت اور کیفیت:

ہجرت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ یہودیوں کی طرف سے یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں تو آپ کا قبلہ "بیت اللہ" ہونا چاہیے۔ آپ 2ھ میں مسجد قبلتین میں بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کر رہے تھے اور دل میں تبدیلی قبلہ کی خواہش بھی تھی، دوران نماز اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل کر دیا: **فول وجهك شطر المسجد الحرام ۔** پس (اے محبوب!) آپ اپنا چہرہ انور مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔" یہ واقعہ نماز عصر کے دوران پیش آیا تھا۔ اس نماز کی کیفیت یہ تھی کہ دو رکعت بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے ادا کیں اور دو رکعت بیت اللہ کی طرف چہرہ انور کر کے پڑھیں۔ جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا اس کا نام "مسجد قبلتین" ہے۔

سوال نمبر5: **عن سالم رضی الله تعالیٰ عنه قال قیل لابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه ان عبدالله بن عیاش یقول یقطع الصلوٰۃ الکلب والحمار فقال: لایقطع صلوٰۃ المسلم شیٔ، وعن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال یقطع الصلوٰۃ الکلب والحمار ۔**

(الف): دونوں حدیثوں کا ترجمہ کریں اور ان کے مابین واقع تعارض اٹھائیں؟

(ب): اس مسئلہ میں مذہب احناف لکھیں اور حدیث کا جواب دیں؟

جواب: (الف): ترجمہ احادیث:

(1)۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ حضرت عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کتا اور گدھا

دونوں نماز فاسد کر دیتے ہیں، انہوں نے کہا: کوئی چیز بھی نماز فاسد نہیں کرتی۔ (2) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں۔

روایات میں تعارض کا ارتفاع:

دونوں روایت میں تعارض یوں ہے کہ پہلی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کتا اور گدھا وغیرہ نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جانور نمازی کے سامنے سے گزر جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس تعارض کا ارتفاع یوں کیا جا سکتا ہے کہ پہلی روایت زمانہ کے اعتبار سے پہلے کی ہے جو منسوخ ہے اور دوسری روایت زمانہ کے لحاظ سے بعد کی ہے جو ناسخ ہے۔ لہٰذا دونوں روایات میں تعارض باقی نہ رہا۔

(ب): مذہب احناف اور حدیث کا جواب:

مسئلہ مذکور کے حوالے سے احناف کا مؤقف یہ ہے کہ کتا اور گدھا وغیرہ جانور نمازی کے سامنے سے گزر جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مذکورہ حدیث کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ روایت منسوخ ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہیں ہے۔

سوال نمبر6: زیارت قبور النساء کے مسئلہ میں مجوزین ومانعین کے دلائل لکھیں؟ نیز واضح کریں کہ مانعین کے نزدیک عورت کا زیارت قبول کے لیے جانا حرام ہے یا مکروہ اور مجوزین کے نزدیک عورت کے لیے کوئی شرط ہے یا بلا شرط جا سکتی ہے؟

جواب: مجوزین و مانعین کا مؤقف واضح کرنے سے قبل ایک روایت کو بیان کرنا از بس ضروری ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء زیارت قبور سے مردوزن کو منع کیا تھا پھر اس کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا: فزوروها یعنی اب تم زیارت قبور کر سکتے ہو۔

مجوزین کا مؤقف ہے کہ جس طرح ابتداء خواتین وحضرات سب کو زیارت قبور سے منع کیا گیا تھا تو اجازت ملنے پر اجازت بھی سب کے لیے ہے۔ باقی رہا "فزوروها" مذکر

کا صیغہ استعمال ہوا یہ محض مردوں کی فضیلت کے لیے ہے ورنہ اس میں خواتین بھی شامل ہیں۔ مانعین کا مؤقف ہے کہ خواتین کے لیے زیارت قبور حرام ہے' کیونکہ ممانعت پر مبنی چیز کو جائز کہنا حرام ہے۔ انہوں نے بھی اپنے مؤقف پر اسی روایت سے استدلال کیا ہے کہ یہ مذکر کا صیغہ ہے جس میں مؤنث شامل نہیں ہے۔ مجوزین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اکیلی عورت زیارت قبول کے لیے نہیں جا سکتی بلکہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پانچواں پرچہ: مؤطا امام مالک و مؤطا امام محمد

قسم اول: مؤطا امام مالک

سوال نمبر 1: مالك عن عبدالرحمن ان القاسم عن ابيه انه اخبره ان عائشة زوجة النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم كان يدخل عليها من ارضعته اخواتها و بنات اخيها ولايدخل عليها من ارضعته نساء اخواتها ۔

(الف): حدیث کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب): جن لوگوں کو آپ کی بھابیاں دودھ پلاتیں انہیں آپ کے ہاں آنے کی اجازت نہ تھی جبکہ بہن اور بھتیجی کے پلائے ہوئے کو اجازت تھی' ایسا کیوں؟ تفصیلاً تحریر کریں۔

(ج): اثبات رضاعت کے لیے دودھ کی مقدار کتنی ہے؟ آئمہ اربعہ کا اختلاف مع دلائل بیان کریں؟

(د)- مدت رضاعت میں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہنیں اور بھتیجیاں جن بچوں کو دودھ پلاتیں ان کی عموماً آپ کے ہاں آمدورفت رہتی تھی مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھابیاں جن بچوں کو دودھ پلانے کی خدمات انجام دیتیں ان کی آپ کے ہاں آمدورفت نہیں ہوتی تھی۔

(ب): کچھ بچوں کو آنے کی اجازت اور کچھ کو ممانعت کی وجہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مؤقف تھا کہ "لبن الفحل" سبب حرمت نہیں ہے۔ اس لیے آپ نے ان بچوں کو اپنے ہاں آنے سے منع کیا ہوا تھا جنہیں آپ کی بھابیوں نے بچپن کے زمانہ میں دودھ پلایا ہوتا تھا لیکن جن بچوں کو آپ کی بھتیجیوں اور بہنوں نے دودھ پلایا ہوتا تو انہیں آپ کے حضور آمدورفت کی اجازت تھی۔ حضرت ابوالقعیس کے برادر افلح اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رضاعی چچا کی روایت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ آپ کی ذاتی رائے اور فتویٰ پر یقیناً حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت حاصل ہے۔

(ج): مقدار رضاعت میں مذاہب آئمہ:

کتنی مقدار میں دودھ پینے میں بچہ کا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے: (1)۔ حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم از کم پانچ بار دودھ پینے سے بچے کا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے جبکہ پانچ بار سے کم بار دودھ پینے سے رشتہ رضاعت ثابت نہیں ہوتا۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشہور روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تحرم المصة او المصتان (او کما قال علیہ السلام)" "ایک یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری روایت سے بھی استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ قرآن پاک میں رشتہ رضاعت کے حوالے سے دس بار کا ذکر تھا، پانچ بار کو ختم کر دیا گیا جبکہ پانچ بار کو باقی رکھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت پانچ بار باقی تھا اور یہ حکم آج بھی نافذ العمل ہے۔ (2)۔ حضرت علی، حضرت علی بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت امام حسن بصری، حضرت سعید بن میتب، حضرت طاؤس، حضرت عطاء، حضرت مکحول، حضرت امام زہری اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کے علاوہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ بچہ ایک دو بار بھی دودھ پی لے تو رشتہ رضاعت ثابت ہو جاتا ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (1) ارشاد ربانی ہے: "وامھا تکم اللاتی ارضعنکم" (النساء: 23) اور تمام مائیں وہ ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا"۔ یہ نص قطعی ہے جس سے ایک یا دو بار دودھ پینے کی صورتیں شامل ہیں، اس پر خبر واحد یا کسی قول سے زیادتی و تخصیص درست نہیں ہے۔ (2)۔ حضرت سعید بن میتب، حضرت عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ ایک بار دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ (الموطا امام محمد) (3)۔ عقل کا بھی تقاضا ہے کہ ایک بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے جس طرح افطاری کے وقت ایک گھونٹ پانی پینے سے روزہ افطار ہو جاتا ہے۔ (4)۔ زیر مطالعہ حدیث میں "قلیلہ و کثیرہ" کے الفاظ بھی ہیں۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں اضطراب ہے جس وجہ سے قابل حجت نہیں ہے۔

(د)۔ مدت رضاعت میں مذاہب آئمہ:

مقدار رضاعت کی طرح مدت رضاعت میں بھی اختلاف آئمہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)۔ جمہور اور صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: (والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین) (البقرہ: 233) مائیں اپنی اولاد کو مکمل دو سال دودھ پلائیں"۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے: وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا۔ (الاحقاف: 15) "اور بچے کا حمل اور اس کا دودھ چھڑانا تیس ماہ ہیں۔" چونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے: فیبقی للفصال حولان یعنی دودھ پلانے کی مدت دو سال باقی رہ گئی۔ (2)۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت دو سال دو ماہ ہے۔ (3)۔ حضرت امام زفر

رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے۔(4) علامہ ابن حزم کے نزدیک مدت رضاعت کا تعین نہیں ہے بچپن یا جوانی میں جب بھی کوئی دودھ پیے گا رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ البتہ وہ منہ سے چوس کر دودھ پینا شرط قرار دیتے ہیں' اگر کوئی شخص برتن میں ڈال کر عورت کا دودھ پیے گا تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

(5)- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر ہے کہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔ اس سے زیادہ مدت میں رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: **وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا**۔ (الاحقاف:15) بچے کے حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت اور دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

بظاہر جمہور کے دلائل وزنی اور مضبوط معلوم ہوتے ہیں مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ان کے دلائل کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں:

(1)- پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ حولین کے بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ حولین کے بعد دودھ پلانا جائز نہ ہو کیونکہ فا تعقیب کے لیے جس کا مطلب ہوگا "فصال" حولین کی تکمیل کے بعد ہوگا' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حولین کے بعد بھی رضاعت کا جواز موجود ہے۔ اس آیت سے مدت رضاعت کی حد بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ مولود یعنی باپ کے ذمہ مرضعۃ کے نان ونفقہ کی مدت دو سال ہونے کی وضاحت مطلوب ہے۔ (2) دوسری دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس آیت سے مقصود مدت رضاعت بیان کرنا ہے' وہ اڑھائی سال ہے جو بچے کو ہاتھوں میں اٹھانے کا زمانہ بھی ہوتا ہے جبکہ حملہ سے مراد حمل الایدی یعنی بچوں کو ہاتھوں میں اٹھانا ہے نہ کہ ماں کے بطن میں رہنے کی مدت مراد ہے۔

سوال2: (جزء اول) مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ لَوْ اَنِّیْ وَجَدْتُ رَجُلًا وَاَمْهِلُهٗ حَتّٰی اٰتِیْ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

(2)- حدیث مذکورہ میں بیان کردہ سبب لعان کو واضح انداز میں تحریر کریں اور لعان کا طریقہ اور حکم بیان کریں؟

(جزء ثانی) مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدًا كَانَ یَقُوْلُ عَلٰی رَقِیْقِ الْخُمُسِ وَاَنَّهٗ اسْتَكْرَهَ جَارِیَةً مِنْ ذٰلِكَ الرَّقِیْقِ فَوَقَعَ بِهَا فَجَلَّدَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ یُجْلِدَا الْوَلِیْدَةَ لِاَنَّهٗ اسْتَكْرَهَهَا۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

(2)- کوڑے لگانا حد اور جلاوطن کرنا تعزیر ہے۔ کیا دونوں کا بیک وقت اجراء درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو حدیث کا جواب کیا ہوگا؟

(۳)- زانی کے مستکرہ ہونے کی صورت میں حد لگائے جانے کے بارے میں اختلاف آئمہ بیان کریں؟

جواب: (جزء اول) (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یوں عرض کیا: اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی غیر شخص کو پاؤں تو کیا اسے مہلت دوں یہاں تک اپنی طرف سے میں چار گواہ پیش کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرمایا: ہاں۔

نوٹ: سوالیہ عبارت میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

۲- سبب لعان:

اس حدیث میں سبب لعان حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ کے پاس اجنبی شخص کو پانا ہے' جس وجہ سے بیوی پر الزام زنا عائد کرنے کا ارشارہ بھی ہے۔

لعان کا طریقہ اور اس کا حکم:

فقہاء کرام نے لعان کا طریقہ یوں لکھا ہے کہ جب عورت پر زنا کا الزام عائد کیا

جائے تو عورت کے مطالبہ پر قاضی' خاوند سے لعان کی ابتداء کرائے گا۔ خاوند چار بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے گا اور ہر بار قسم کے بعد یوں کہے گا: میں اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے اس عورت پر جو الزام زنا عائد کیا ہے' میں اس بارے میں سچا ہوں۔'' پانچویں بار قسم کھا کر یوں کہے گا: اگر یہ الزام عائد کرنے میں' میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔''

اسی طرح عورت بھی چار بار قسم کھائے گی اور ہر بار یوں اعلان کرے گی:

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس شخص نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے' اس لیے یہ جھوٹا ہے۔ پانچویں بار وہ یوں اعلان کرے گی: اگر اس نے مجھ پر سچا الزام عائد کیا ہے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔

بیوی اور شوہر کے حق میں ''لعان'' زنا کی حد کے قائمقام ہوتا ہے۔

(جزءثانی)(1) ترجمہ حدیث:

حضرت نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک غلام جو خمس کی لونڈیوں اور غلاموں پر تعینات تھا' اس نے ایک کنیز سے زنا کا ارتکاب کرلیا' اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑوں کی سزا دلوائی اور اسے جلاوطن بھی کردیا۔ لونڈی کو کوڑوں کی سزا نہ دی' کیونکہ غلام نے اس سے زبردستی زنا کیا تھا۔

نوٹ: اعراب اور سوالہ عبارت میں لگا دیے گئے ہیں۔

(2)- بیک وقت کوڑے لگانے اور جلاوطنی کی سزا کی وجہ:

جب کسی شخص پر زنا کاری ثابت ہو جائے تو اسے شرعی سزا صرف کوڑوں کی دی جا سکتی ہے اور اس پر تعزیر نافذ نہیں ہوگی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مذکورہ غلام کو بیک وقت کوڑوں اور جلاء وطنی کی سزا دی تھی' اس کی وجہ یہ ہے کہ شرعی سزا تو صرف کوڑوں کی تھی لیکن جلاء وطنی سیاست وریاست اور حالات کے تقاضا کے باعث دی تھی۔

(3)- زانی کے مستکرہ اور مکرہ کی صورت میں سزا کے بارے میں مذاہب آئمہ:

زانی کی شرعی سزا تو عیاں اور واضح ہے۔ البتہ زانی مستکرہ ومکرہ کی صورت میں سزا کے حوالے سے آئمہ فقہ کا ہے۔ اس بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ زانی پر حد جاری ہوگی اس لیے کہ مستکرہ ومکرہ طلاق کی طرح اس میں بھی نیت شرط نہیں ہے۔ جمہور وآئمہ کے نزدیک ایسے زانی پر حد جاری نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ اس کا قصد زنا کا نہیں تھا مگر اسے مجبور کیا گیا ہے۔ انہوں نے مشہور روایت ''انـمـا الاعمال بالنیات'' سے استدلال فرمایا ہے۔

القسم الثانی: مؤطا امام محمد

سوال نمبر 3: عـن عبدالله بن رافع مولٰى اُمّ سلمة زوج النبی صلی الله تـعـالـیٰ علیـه وسـلم عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه انه سئـلـه عن وقت الصلٰوة فقال ابوهريرة: انا اخبرك صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليك والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء مابينك و بين ثلث الليل فان تمت الی نصف الليل فلانامت علينك وصل الصبح بغلس ۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(2)- خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب نحوی کریں؟

(3)- عندالاحناف نماز کے اوقات خمسہ کی ابتداء اور انتہاء تحریر کریں اور اوقات مستحبہ کا تعین کریں۔ نیز وہ کون سا وقت ہے جس میں امام صاحب اور صاحبین کے مابین اختلاف موجود ہے؟

جواب: (1)- ترجمہ حدیث:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے

اوقات کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: تم نماز ظہر اس وقت ادا کرو جب تمہارا سایہ ایک مثل ہو جائے، نماز عصر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ دوگنا ہو جائے، نماز مغرب اس وقت پڑھو جب آفتاب غروب ہو جائے اور نماز عشاء تہائی رات تک ادا کر سکتے ہو جبکہ تم نصف رات تک سوئے رہو اور تمہیں نیند نہ آئے اور تم صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرو۔

(2)-خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب نحوی:

عن حرف جار اور عبداللہ بن رافع الخ مضاف بامضاف الیہ مجرور ہوا، جار اور مجرور مل کر روی مقدر کے متعلق ہوا۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، جار با مجرور مل کر متعلق ثانی ہوا۔ روی فعل ماضی مجہول لفیف مقرون صیغہ واحد مذکر غائب، رُوِیَ فعل اپنے نائب فاعل اور دونوں متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(3)-احناف کے نزدیک اوقات خمسہ کی ابتداء اور انتہاء:

احناف کے نزدیک اوقات خمسہ کی ابتداء اور انتہاء درج ذیل ہے:

1-نماز فجر: صبح صادق کے وقت شروع ہوتا اور طلوع آفتاب پر ختم پذیر ہو جاتا ہے۔

2-نماز ظہر: زوال کا وقت ختم ہونے پر شروع ہوتا ہے اور ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر وقت عصر شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔

4-نماز مغرب: غروب آفتاب سے نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور ختم شفق پر ختم ہو جاتا ہے۔

5-نماز عشاء: غروب شفق سے نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا اور صبح صادق ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔

نماز پنجگانہ کے اوقات مستحبہ:

نماز پنجگانہ کے اوقات مستحبہ درج ذیل ہیں:

1-نماز فجر: ہر موسم میں خوب اجالے میں ادا کرنا اور نماز کے بعد اتنا وقت باقی رہ جائے کہ اس میں ایک بار دوبارہ نماز پڑھی جا سکے۔

2-نماز ظہر: موسم گرما میں تاخیر سے ادا کرنا اور موسم سرما میں اول وقت میں ادا کرنا۔

3-نماز عصر: ہر موسم میں تاخیر سے ادا کرنا بشرطیکہ آفتاب سرخ نہ ہو جائے۔

4-نماز مغرب: ہر موسم میں اول وقت میں ادا کرنا۔

5-نماز عشاء: ہر موسم میں تاخیر سے ادا کرنا۔

وہ نماز جس کے وقت میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے:

پنجگانہ نمازوں میں صرف نماز ظہر کے وقت کی ابتداء اور انتہاء میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زوال کا وقت ختم ہونے پر ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ صاحبین کا مؤقف ہے کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر نماز ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر اختتام پزیر ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر4: عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم قال اذا استيقظ احد كم من نومه فليغسل يده قبل ان يدخلها فی وضوئه فان احد كم لايدری اين باتت يده ۔

(1)-سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(2)-خط کشیدہ لفظ کے مختلف قرأت کے اعتبار سے مختلف معانی بیان کریں اور حدیث شریف میں معنیٰ کا تعین کریں؟

(3)-فلیغسل یہ امر وجوبی ہے یا استحبابی؟ امام اعظم اور امام محمد کا مسلک واضح

کریں؟

(4)- کیا ہاتھ پر ظاہری نجاست ہونے کی صورت میں یہی حکم ہوگا؟

جواب: (1)- ترجمہ حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ و
نے فرمایا: تم میں سے جو شخص نیند سے بیدار ہو وہ پانی میں ڈالنے سے قبل اپنا ہاتھ دھو
اس لیے کہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔

(2)- خط کشیدہ لفظ کی قرأت اور معانی:

حدیث میں مذکور لفظ ''وضوء'' کو تین طریقے سے پڑھا جاسکتا ہے اور ہر صورت کا مع
بھی الگ ہے۔

1- وضوء: واؤ کی پیش کے ساتھ' اس کا معنی ہے حصول طہارت۔

2- وضوء: واؤ کی زبر کے ساتھ' اس کا معنی ہے ''پانی'' یہاں حدیث میں یہی معنی مرا
ہے۔

3- وضوء: واؤ کی زیر کے ساتھ' اس کا معنی ہے پانی کا برتن' لوٹا۔

3- فلیغسل کے امر کی کیفیت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف ہے کہ سویا ہوا شخص جب بیدار ہوا و
وضو کرنے کے لیے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھ دھونا واجب ہے۔ آپ نے زیر مطالع
حدیث سے استدلال کیا ہے اور آپ کے نزدیک یہاں امر وجوب کے لیے ہے۔ حضرت
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی میں ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھ کا دھونا واجب نہیں بلکہ
مستحب ہے۔ انہوں نے بھی اسی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہاں امر
وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے۔

4- ہاتھ پر ظاہری نجاست کا حکم:

اگر نیند سے بیدار ہونے والے شخص کے ہاتھ پر ظاہری طور پر نجاست لگی ہو تو پانی میں

ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھ کا دھونا متفقہ طور پر واجب ہے۔

سوال5: عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه قال من كان له مال ولم يؤدز كوته مثل له يوم القيامة شجاعا اقرع له زبيبتان يطلبه حتى يمكنه فيقول انا كنزك ۔

(1)- سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(2)- کنز اور رکاز کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ رکاز پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

(3)- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کنز کی جو تعریف کی ہے تحریر کریں؟

(4)- سونے اور چاندی کا نصاب تحریر کریں۔ نیز بتائیں کہ عورت کے زیورات پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

(5)- خط کشیدہ الفاظ کے معانی زیب قرطاس کریں؟

جواب: (1)- ترجمہ حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس کے پاس مال ہو اور اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا جس کی دونوں آنکھوں میں سیاہ دھبے ہوں گے' سانپ اسے تلاش کر کے اس پر مسلط ہو جائے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔

(2)- کنز اور رکاز میں فرق:

کنز اور رکاز میں نمایاں فرق ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)- کنز: وہ دولت ہے جو انسان حلال طریقہ سے کماتا ہے جیسے مزدوری' محنت اور وراثت وغیرہ۔ یہ دولت نصاب کے مطابق ہو تو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔

(2)- رکاز' وہ دفینہ ہے جو نقدی یا دھات کی صورت میں کسی کو دستیاب ہو۔ اس پر

خمس واجب ہوتا ہے مگر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

(3)-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک کنز کی تعریف:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک کنز کی تعریف یوں ہے: وہ مال و دولت جس کی زکوٰۃ نہ نکالی گئی ہو۔

(4)-سونا اور چاندی کا نصاب زکوٰۃ:

شرعی نقطہ نظر سے فرضیت زکوٰۃ کے لیے سونا کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے۔اس سے کم مقدار سونا یا چاندی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

عورتوں کے زیورات پر زکوٰۃ کا حکم:

خواتین وحضرات کے پاس سونا یا چاندی نصاب کی مقدار ہو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔وہ سونا یا چاندی زیورات کی شکل میں ہو یا برتن کی صورت میں یا ڈلی کی حالت میں ہو۔

(5)-خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

خط کشیدہ الفاظ کے معانی درج ذیل ہیں:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شجاعا	سانپ	اقرع	گنجا سانپ
زبیجتان	دو سیاہ نقطے		

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

چھٹا پرچہ: اصول الحدیث

سوال نمبر 1: (الف)-درج ذیل اقسام کتب حدیث کی تعریف اور امثلہ تحریر کریں؟

(1) جامع' (2) معجم' (3) اطراف' (4) مسند' (5) سنن' (6) صحیح۔

(ب): احادیث سے ثابت ہونے والے امور کتنے ہیں؟ مفصلاً تحریر کریں۔

جواب: (الف) اقسام کتب حدیث کی تعریفات مع امثلہ:

1-جامع: وہ کتاب حدیث ہے جس میں آٹھ عنوانات کے تحت احادیث جمع کی جائیں' وہ عنوانات یہ ہیں:

(1) آداب' (2) تفسیر' (3) عقائد' (4) فتن' (5) احکام' (6) اشراط' (7) مناقب' (8) سیر' مثلاً جامع ترمذی اور صحیح بخاری وغیرہ۔

2-معجم: وہ کتاب حدیث ہے جس میں ترتیب شیوخ سے احادیث مبارکہ جمع کی جائیں۔مثلاً معجم طبرانی وغیرہ۔

3-اطراف: جس کتاب حدیث میں حدیث کا وہ حصہ نقل کیا جائے جو بقیہ کو واضح کرے پھر اس حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دیے جائیں یا بعض مخصوص کتب کی اسانید بیان کر دی جائیں مثلاً اطراف الکتب الخمسة لابی العباس وغیرہ۔

4-مسند: وہ کتاب حدیث ہے جس میں ترتیب صحابہ سے احادیث جمع کی جائیں مثلاً مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

5-سنن: وہ کتاب حدیث ہے جس میں فقط احکام سے متعلق احادیث جمع کی جائیں مثلاً سنن نسائی اور سنن ابی داؤد۔

6-صحیح: وہ کتاب حدیث ہے جس کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ جمع کرنے کا التزام کیا ہو مثلاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ۔

(ب)-احادیث سے ثابت ہونے والے امور:

احادیث مبارکہ سے ثابت ہونے والے امور جو حلت و حرمت سے متعلق ہیں، وہ چار ہیں:

1-عقائد قطعیہ: مثلاً توحید و رسالت اور انبیاء و کتب سماویہ وغیرہ۔

2-عقائد ظنیہ: مثلاً انبیاء کرام کی ملائکہ پر فضلیت وفوقیت اور احوال قبر وغیرہ۔

3-احکام: یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتے ہیں یا کم از کم حدیث حسن بغیرہ سے کم درجہ کی نہ ہو۔

4-فضائل ومناقب: یہ احادیث ضعیفہ سے بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

سوال نمبر2: (الف)-حجیت حدیث پر جامع نوٹ قلم بند کریں؟

(ب)-امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ونسب، تاریخ ولادت ووصال اور مہارت حدیث بیان کریں؟

جواب: (الف)-حجیت حدیث پر جامع نوٹ:

اسلامی احکام کا دوسرا ماخذ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی حجیت پر کثیر آیات اور احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

1- ارشاد ربانی ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ۔اے محبوب! آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیروی اختیار کرو۔

2-اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول ۔تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

3-ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہا کم عنہ فانتھوا ۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز تمہیں عنایت کریں وہ تم حاصل کرلو اور جس چیز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو منع کریں اس سے تم رک جاؤ۔

4- وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

5- يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور بری چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

ان تمام آیات مبارکہ میں احکام الٰہی اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان پر تھوڑا سا غور کرنے سے حجیت حدیث پر روشنی پڑتی ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے۔ ایک مشہور روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم انہیں تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے: ایک کتاب اللہ (قرآن کریم) اور دوسری میری سنت (حدیث) ہے۔

(ب) حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات:

ولادت اور نام ونسب: امام المحدثین والفقہاء حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 237ھ یا 239ھ میں ہوئی۔ آپ کا پورا نام مع کنیت والقاب یوں ہے: امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبدالملک بن سلمہ بن سلیم بن خباب الازدی المصری الحنفی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

وصال: آپ تاحیات علوم اسلامیہ بالخصوص قرآن وحدیث اور فقہ کی تدریس میں مشغول رہے۔ علاوہ ازیں تصنیف وتالیف کو بھی اپنا مشغلہ بنائے رکھا۔ آخر کار یہ آفتاب علوم ومعارف 321ھ میں غروب ہو گیا۔

مہارت فی الحدیث: حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہر فن میں مہارت تامہ حاصل تھی بالخصوص علم حدیث میں تو آپ کو درجہ امامت حاصل تھا۔ علم حدیث میں مہارت تامہ اور درجہ امامت حاصل ہونے کے ثبوت میں حوالہ سے آپ کی تصانیف مبارکہ موجود ہیں

جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

(1) کتاب المدلسین، (2) اختلاف الروایات، (3) شرح جامع الصغیر، (4) اخبار ابی حنیفہ، (5) تسویہ بین اخبرنا وحدثنا، (6) سنن الشافعی، (7) صحیح الآثار، (8) شرح معانی الآثار وغیرہ۔

سوال نمبر3: درج ذیل اصطلاحات حدیث کی تشریح کریں؟

(1) المرسل، (2) مرفوع، (3) ضعیف، (4) شاذ، (5) مضطرب، (6) متواتر۔

جواب: اصطلاحات حدیث کی تعریفات وتوضیحات:

1-مرسل: جس حدیث کے آخر سے راوی کو حذف کیا گیا ہو جیسے تابعی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست راویت کرے۔

2-مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا ذکر ہو۔

3-ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زائد صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے یہ کمی پوری نہ ہوسکتی ہو۔

4-شاذ: وہ حدیث ہے جس کی سند میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے، اس کا مقابل محفوظ ہے۔

5-مضطرب: ایسی حدیث ہے جس کی سند یا متن حدیث میں زیادتی وکمی یا تقدیم و تاخیر کردی جائے۔

6-متواتر: وہ حدیث ہے جس کے رواۃ ہر دور میں اتنے کثیر ہوں جن کا جھوٹ پر اجتماع عادۃً محال ہو۔

سوال نمبر4: (الف)-حدیث ضعیف کو کب تقویت حاصل ہوتی ہے؟ تحریر کریں۔

(ب): خبر واحد کی تعریف اور حکم بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ نسبت سند کے اعتبار سے خبر واحد کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

جواب: (الف)-حدیث ضعیف کو تقویت:

حدیث ضعیف سے فضائل اعمال اور مناقب ثابت ہو جاتے ہیں۔ بعض صورتوں میں حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کی چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

1-جب حدیث ضعیف متعدد اسناد سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ کے درجہ میں آجاتی ہے۔

2-جب حدیث ضعیف کی مطابقت وتائید میں کسی امام مجتہد کا قول مل جائے تو حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

3-حدیث ضعیف کی تائید میں کسی اہل علم کا قول دستیاب ہو جائے تو حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

4-صالحین کے عمل سے بھی حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے جیسے صلوٰۃ التسبیح کا جواز حدیث ضعیف سے ثابت ہے مگر صالحین واتقیاء کے عمل سے اسے تقویت حاصل ہوگی۔

(ب): خبر واحد کی تعریف واقسام:

خبر واحد: وہ حدیث ہے جس کی سند میں کسی زمانہ میں ایک راوی بھی موجود ہو۔ اس کی چار اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- صحیح لذاتہ: ایسی حدیث ہے جس کی سند میں تمام راوی متصل، تام الضبط اور عادل ہوں جبکہ وہ غیر شاذ اور غیر معلل بھی ہو۔

2-صحیح لغیرہ: وہ حدیث ہے جس میں کمال ضبط کے علاوہ صحیح لغیرہ کی تمام شرائط موجود ہوں۔

3-حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات پائی جائیں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہوسکتی ہو۔

4-حسن لغیرہ: وہ حدیث ہے جس میں صحیح لذاتہ کی صفات ایک سے زائد کم ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری ہو سکتی ہو۔

سوال 5: (الف) اصطلاحات علم حدیث میں طالب، شیخ اور حاکم کسے کہتے ہیں؟

(ب) سند اور متن کے درمیان مثال سے فرق واضح کریں؟

(ج): روایات مختلفہ میں آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذوق کیا تھا؟

جواب: (الف) اصطلاحات علم حدیث کی تعریفات:

1-طالب: حدیث کا علم حاصل کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔

2-شیخ: علم حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ الحدیث کہا جاتا ہے۔

3-حاکم: اس ماہر و تبحر فی الحدیث کو کہا جاتا ہے جسے تمام احادیث متناً، سنداً، تعدیلاً اور جرحاً یاد ہوں۔

(ب)-مثال کے ذریعے سند اور متن میں فرق:

علم حدیث کی اصطلاح میں سلسلہ رواۃ کو سند اور اصل عبارت حدیث کو متن سے تعبیر کرتے ہیں۔اس کی مثال یوں ہے:

ابوحنیفة: عن عطیة عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ان ارفع الناس یوم القیامة، امام عادل ۔(مسند امام اعظم، رقم الحدیث 488)

اس روایت میں سند کے الفاظ یہ ہیں: ابو حنیفة: عن عطیة عن ابی سعید۔

اس حدیث میں متن کے الفاظ یہ ہیں: ان ارفع الناس یوم القیامة، امام عادل۔

(ج)-مختلف روایتا میں آئمہ فقہ کا ذوق:

مختلف روایات و احادیث کے بارے میں آئمہ فقہ کا ذوق یہ رہا ہے کہ دونوں روایات کا الگ الگ مقام و درجہ مقرر کر کے ان میں پایا جانے والا تعارض دور کیا جائے۔

اس اختلاف وتعارض کو دور کرنے کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

1-ایک روایت کو منسوخ اور دوسری کو ناسخ قرار دیا جائے۔

2-ایک حدیث کو قوی اور دوسری کو ضعیف تسلیم کیا جائے۔

3-ایک روایت کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے۔

4-ایک روایت کو فعلی اور دوسری کو قولی قرار دے کر قولی کو قابل عمل قرار دیتے ہوئے فوقیت دی جائے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پہلا پرچہ: عقائد و کلام

سوال نمبر 1: درج ذیل خالی جگہیں پر کریں؟

(1) حرام بھی ...... ہے۔ (2) ہدایت و گمراہی کا...... ہے۔ (3) قبر سے ...... ہے۔ (4) گناہ کبیرہ بندہ کو ...... سے نہیں نکالتا اور ...... میں نہیں داخل کرتا۔ (5) شفاعت...... ثابت ہے۔ (6) گناہ کبیرہ کا مرتکب ہمیشہ ...... نہیں رہے گا۔ (7) ایمان......نہیں ہوتا۔ (8) ایمان......ایک ہے۔

جوابات:

(1) رزق، (2)- خالق اللہ تعالیٰ، (3)- اٹھنا، (4) ایمان سے کفر، (5) قرآن و سنت سے، (6) جہنم ہیں، (7) کم اور زیادہ، (8) اور اسلام۔

سوال نمبر 2: درج ذیل اجزا حل کریں؟

(الف): مسئلہ تکفیر میں ہم اہلسنّت و جماعت کا مسلک بیان کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ب): تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کم از کم تین آیات مبارکہ لکھیں؟

جواب: آیت نمبر 1: **یاایھا الذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم۔**

آیت نمبر 2: **ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ واجر عظیم۔**

آیت نمبر 3: **یا ایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط**

اعمالکم وانتم لا تشعرون۔

(ج)- گستاخان رسول سے رشتہ داری کے متعلق قرآن کیا فرماتا ہے؟ وضاحت کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(د)- اہلسنّت کے نزدیک علم الٰہی کے منکر کا حکم مع الدلیل بیان کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ھ)- کیا کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے؟ حکم بھی بیان کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(و)- کیا انبیاء علیہم السلام اپنی امت سے صرف علم میں ہی ممتاز ہیں؟

جواب: الحمدللہ! ہم اہلسنّت و جماعت سنی حنفی بریلوی کا مسلک و مذہب یہ ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کے نفوس مبارکہ علم میں ممتاز حیثیت و ممتاز شان رکھتے ہیں اسی طرح عمل میں بھی ممتاز حیثیت و ممتاز شان کے مالک ہیں، جو کوئی اس امتیاز کا انکار کرے اس نے شان نبوت میں تخفیف کا ارتکاب کیا۔ (یعنی اس نے شان نبوت کو ہلکا جانا اور جو شان نبوت کو ہلکا جانے وہ بدعقیدہ و بے دین و گمراہ ہے۔)

سوال نمبر 3: (الف)- محدث عالم کا معنی بیان کر کے بتائیں کہ محدث عالم کون ہے؟

(ب)- صفات ازلیہ سے کیا مراد ہے؟ وہ کتنی اور کونسی ہیں؟ وضاحت کریں۔

(ج)- رؤیت باری تعالیٰ کس طور پر ممکن ہے؟ نیز اس کی کیفیت بیان کریں؟

جوابات: (الف)- محدث عالم کا مفہوم: محدث اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ احداث سے بنا ہے، جس کا معنی ہے کسی شی کو نئے سرے سے پیدا کرنا، عدم سے وجود کی طرف لانا۔ عالم اسم آلہ کا صیغہ ہے یعنی جاننے کا ذریعہ اس کا معنی ہے کہ جمیع ماسوای اللہ جو بھی موجود ہو وہ عالم ہے۔ تو مطلب ہوا کہ تمام کائنات کو اور تمام عالم کو پیدا کرنے والا عدم سے وجود کی طرف لانے والا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے تمام عالم کو پیدا فرمایا اور وجود

بخشا۔

(ب)۔صفات ازلیہ کا مفہوم وتعداد:

صفات ازلیہ سے ایسی صفات مراد ہیں جن کی کوئی ابتداء نہیں جس طرح کہ باری تعالیٰ کی کوئی ابتداء نہیں' اللہ تعالیٰ کی صفات بھی ذات کی طرح ازلی ہیں۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پہلے ہے اور اس کا سمیع وبصیر ہونا بعد میں ہوا تھا۔ جب سے وہ ہے تب سے اس کی صفات۔ وہ کب سے ہے؟ اس کی ابتداء نہیں وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اسی کے محتاج ہیں' وہی معبود برحق ہے۔ اس کی صفات اس کی ذات کا نہ عین ہیں اور نہ غیر بلکہ ان کا مفہوم ذات کے مفہوم پر زائد ہے' اور وہ ساری مخلوق کا پالنے والا ہے۔

تعداد: اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں ہی اہلسنت وجماعت کے فرقے ہیں اور دونوں ہی حق پر ہیں۔ ان کے درمیان صرف فروع میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اصول میں دونوں متفق ہیں۔

عندالاشاعرہ صفات ازلیہ سات ہیں۔ وہ یہ ہیں:

علیم' قدیر' سمیع' بصیر' کلام' حی' ارادۃ

اور ماترید کے نزدیک صفات ازلیہ کی تعداد آٹھ ہے وہ یہ ہیں: علیم' قدیر' سمیع' بصیر' کلام' حی' ارادہ اور تکوین۔

(ج)۔روایت باری تعالیٰ پر نوٹ:

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: (الف)۔امام کون ہوسکتا ہے اور امامت کی شرائط لکھیں؟

(ب)۔معراج کا مطلب کیا ہے؟ تفصیلاً بیان کریں؟

(ج)۔کرامات اولیاء حق ہیں۔ اس کا مطلب مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (الف) امام وشرائط امامت:

امت مسلمہ کے لیے امام کا ہونا ضروری ہے۔ مسلمانوں کے امام کے لیے درج ذیل چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

☆......امام کا ظاہر ہونا ضروری ہے تاکہ جو منصب امامت کی غرض وغایت ہے وہ تمام ہوسکے۔

☆......دشمن کا مقابلہ کرسکے کہ اس سے ڈر کر چھپے نہ۔

☆......شرعی احکام نافذ کرسکتا ہو۔

☆......حدود اللہ قائم کرنے والا ہو۔

☆......فیصلوں کو نپٹانے والا ہو۔

☆......ایسا ہو کہ لوگ اس کے پاس اپنے مسائل پیش کرنے کے لیے آسکیں اور وہ ان کے مسائل حل کرسکے۔

امامت کی شرائط:

امامت کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆......قریش سے ہونا۔ (نضر بن کنانہ کی اولاد قریش کہلاتی ہے)

☆......مسلمان ہو' کافر مسلمانوں کا امام نہیں بن سکتا۔

☆......آزاد ہو۔

☆......عاقل ہو۔

☆......بالغ ہو۔

☆......مرد ہو

امام کے لیے بنوہاشم یا اولاد علی سے ہونا ضروری نہیں ہے یہ شرطیں شیعہ حضرات نے لگائی ہیں۔

☆......صاحب رائے ہو۔

☆......صاحب بصیرت ہو۔

☆......مسلمانوں کے امور میں تصرف کا مالک ہو۔

☆......علم والا٬ عادل اور شجاع ہو۔

(ب)-معراج کا بیان:

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ج)-اولیاء کی کرامات کی حقانیت پر نوٹ:

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات سال 2015ء﴾

دوسرا پرچہ: سراجی

سوال نمبر 1: (الف) عول کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ کن مخارج کا عول کتنے تک آتا ہے؟

(ب): 24 کے عول میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور احناف کے مابین اختلاف لکھیں اور مثال دیں؟

(ج): تماثل، تداخل، توافق اور تباین بین العددین کی وضاحت کریں؟

جواب:

(الف) عول کی تعریف: جب فرضی حصہ تنگ ہو جائے تو مخرج پر اس کی مثل زیادتی کرنا عول کہلاتا ہے؟

مخارج سات ہیں جن میں سے صرف تین میں عول ہوتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

6 کا عول 10 تک ہوتا جفت اور طاق دونوں اعتبار سے۔

12 کا عول 17 تک ہوتا ہے صرف طاق کے اعتبار سے۔

24 کا عول 27 تک ہوتا ہے صرف ایک ہی عول۔

(ب): عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور احناف کے مابین اختلاف:

24 کے عول میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور احناف کے درمیان اختلاف ہے۔ احناف کا مؤقف یہ ہے کہ چوبیس کا عول 27 تک ہوتا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک 31 تک ہوتا ہے۔

مثالیں: احناف کے نزدیک 24 کا عول 27 تک ہوتا ہے اس کی مثال جیسے

اصل مسئلہ: 24 وبالعول 27

بیوی	دو بیٹیاں	ماں	باپ
1/8	2/3	1/6	1/6 سامعہ العصبہ
(3)	(15)	(4)	(4)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک 24 کا عول 31 تک ہوتا ہے اس کی مثال جیسے

اصل مسئلہ: 24 وبالعول 31

ماں	بیوی	2 علاتی بہنیں	2 اخیافی بہنیں	کافر بیٹا
1/6	1/8	2/3	1/3	محروم
4=31	4	16	8	x

(ب): نسبتوں کی توضیح:

نسبت تداخل:

یہ ہے کہ دو مختلف اعداد میں سے اقل (چھوٹا) بڑے کو فنا کر دے جیسے 3 اور 9 میں تداخل کی نسبت ہے۔

نسبت تماثل:

یہ ہے کہ دو اعداد ایک دوسرے کے مساوی ہوں جیسے 3 اور 3 میں تماثل ہے۔

نسبت توافق:

یہ ہے کہ دو اعداد میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو فنا نہ کرے لیکن تیسرا عدد ان دونوں کو فنا کر دے جیسے 8 اور 20 کے درمیان توافق ہے کہ تیسرا عدد یعنی 4 ان دونوں کو اڑا دیتا ہے۔

نسبت تباین:

یہ ہے کہ دو عددوں کو کوئی تیسرا عدد بھی فنا نہ کر سکے جیسے 9 اور 10 کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔

سوال نمبر 2:

(الف): کل حصے اور اصحاب فروض لکھیں؟

(ب): ماں، علاتی بہن، زوجہ اور دادی کے حالات لکھیں؟

جواب: (الف): حصوں کی تعداد:

کل حصے چھ ہیں اور وہ یہ ہیں:

نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث، سدس

ان میں سے ہر ایک دوسرے کا آدھا بھی ہے اور دوگنا بھی۔

اصحاب فرائض کی تعداد:

اصحاب فرائض کی کل تعداد بارہ ہے جن میں 4 مرد اور 8 عورتیں ہیں۔

مرد یہ ہیں: باپ، جدِ صحیح، زوج، اخیافی بھائی۔

عورتیں یہ ہیں:

زوجہ	بیٹی	پوتی	حقیقی بہن
علاتی بہن	اخیافی بہن	ماں	دادی

(ب): احوال کا بیان:

مال کے احوال:

تین ہیں:

1- سدس: جب میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد اگرچہ نیچے تک یا دو یا دو سے زائدہ بہن بھائی ہوں۔

2- کل مال کا ثلث: جب مذکورہ لوگ نہ ہوں۔

3-باقی کا ثلث: جب زوجین میں سے کوئی ایک ہو۔

علاتی بہن کے احوال:

سات ہیں:

1-نصف: جب ایک ہو۔

2-دوثلث: جب دو یا دو سے زائد ہوں۔ یہ اس وقت ہوگا جب حقیقی بہنیں نہ ہوں۔

3-سدس: اگر حقیقی بہن ایک ہو تاکہ دوثلث پورے ہو جائیں۔

4-سقوط: جب حقیقی بہن دو یا زیادہ ہوں۔

5-عصبہ: جب ان کے ساتھ کوئی علاتی بھائی ہو تو وہ سب کو عصبہ بنادے گا۔

6-عصبہ: جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں ہوں تو ان کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہیں۔

7-سقوط: جب میت کا بیٹا یا بیٹے کا بیٹا اگرچہ نیچے تک ہو۔

بیوی کے احوال دو ہیں:

1-ربع (1/4) جب میت کی اولاد نہ ہو۔

2-ثمن (1/8) جب میت کی اولاد ہو۔

دادی کے احوال دو ہیں:

1-سدس: جب میت کی ماں اور اگر ابویات ہیں تو باپ نہ ہو تو۔

2-سقوط: جب میت کی ماں ہو۔ اگر ابویات ہیں تو باپ ہونے کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

یاد رہے کہ سدس تمام قسم کی دادیاں خواہ باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے، کو شامل ہے۔ ان کو ایک ہی سدس ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ۔

سوال نمبر 3:

اذا کان بین التصحیح والترکة مباینة فاضرب سهام کل وارث

من الصحیح فی جمیع الترکة ثم اقسم المبلغ علی التصحیح

مثاله بنتان وابوان والترکة سبعة دینار ۔

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) مثالوں کو قاعدے پر منطبق کر کے وضاحت کریں؟

جواب: (الف)۔ترجمہ:

اور جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو ضرب دیں تو تصحیح سے ملے ہوئے ہر وارث کے حصہ کو جمیع ترکہ میں پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کر اس کی مثال 2 بیٹیاں، والدین اور ترکہ سات دینار ہیں۔

توضیح العبارۃ:

اس عبارت میں ورثاء کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کا قاعدہ بیان کیا جارہا ہے۔ وہ قاعدہ یہ کہ اگر ترکہ اور تصحیح مسئلہ کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو پھر ہر وارث کا ترکہ سے حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس وارث کا حصہ معلوم کرنا ہے اس کے حصہ کو ترکہ میں ضرب دو۔ پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کرو تو حاصل تقسیم اس وارث کا حصہ ہوگا۔ (یہ قاعدہ فریق کا حصہ معلوم کرنے کا ہے۔)

(ب)۔مثالوں کا قاعدہ پر انطباق:

مذکورہ قاعدہ کی ماتن نے مثال دی کہ جیسے میت نے اپنے ورثاء میں ماں، باپ اور 2 حقیقی بہنیں چھوڑیں اور ترکہ سات دینار چھوڑا۔ اب سات دینار میں ہر ایک کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ طریقہ معلوم کرنے سے پہلے ان ورثاء کے حصے معلوم کر لینا ضروری ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

اصل مسئلہ-6

کل ترکہ 7 دینار

باپ	ماں	2 حقیقی بہنیں
1/6 حصہ	1/6	2/3
1	1	4
		(2x2)

ترکہ 7 دینار ہے۔اب 7 دینار سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہے مثلاً باپ کا حصہ معلوم کرنا ہے تو طریقہ یوں ہوگا کہ باپ اس حصے کو جو اس کو اصل مسئلہ یعنی 6 سے ملا ہے ترکہ میں ضرب دیں گے تو 1 کو 7 میں ضرب دی۔تو حاصل ضرب سات ہوا۔اب حاصل ضرب کو تصحیح یعنی 6 پر تقسیم کریں تو باپ کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔یعنی ایک دینار اور دینار کا چھٹا حصہ۔اتنا ہی ماں کا حصہ بنے گا۔اس طرح بیٹوں کے حصہ یعنی 4 کو ترکہ یعنی 7 میں ضرب دی تو حاصل ضرب 28 ہوا۔اب 28 کو اصل مسئلہ 6 پر تقسیم کریں تو حاصل تقسیم (4.6666) بیٹیوں کا حصہ ہوگا ہر ایک بیٹی کو دو دینار اور دینار کا تیسرا حصہ ملے گا۔

سوال نمبر 4: درجہ ذیل صورتیں حل کریں۔اگر تصحیح کی ضرورت ہو تو تصحیح یا رڈ بھی ضرور کریں؟

(الف): زوج باپ ماں 6 بیٹیاں

(ب): باپ ماں 5 بیٹیاں۔

(ج): شوہر 6 بیٹیاں۔

جواب: (الف):

پہلی صورت میں میت نے اپنے ورثاء میں سے شوہر، والدین اور 6 بیٹیاں چھوڑیں۔ اس صورت کا حل اس طرح ہوگا:

اصل مسئلہ 12 و بالعول: 15 45=3x15

شوہر	باپ	ماں	6 بیٹیاں
1/4	1/6	1/6	2/3

3x3	2x3	2x3	8x3
9	6	6	24

مسئلہ کی وضاحت اس طرح ہے کہ اصل مسئلہ 12 تھا۔اس میں ہر وارث کو جب حصہ ملا تو مخرج یعنی اصل مسئلہ میں عول ہوا اور 12 سے 15 ہو گیا۔اب گویا 15 اس مسئلہ کا مخرج ہے۔اب 6 بیٹیوں کو 15 میں سے 8 ملا تھا۔تو وہ ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتا ہے۔لہٰذا ہم بیٹیوں کے رؤس (6) اور ان کے حصہ (8) کے درمیان نسبت دیکھی تو وہ توافق کی ہے۔لہٰذا تصحیح کے اصول نمبر 2 کے تحت عدد رؤس کے وفق یعنی 3 کو اصل مسئلہ یعنی 15 میں ضرب دی تو حاصل ضرب یعنی 45 اس مسئلہ کی تصحیح ہو۔اس طرح ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

(ب): دوسری صورت یہ ہے کہ میت نے اپنے ورثاء میں سے والدین اور 5 بیٹیاں چھوڑیں ہیں۔اس صورت کا حل اس طرح ہوگا:

اصل مسئلہ=5x6= 30

ماں	باپ	5 بیٹیاں
1/6	1/6	2/3
1	1	4
5	5	20
		(4 x 4 x 4 x 4)

وضاحت: اس صورت میں مخرج 6 بنتا تھا۔جس میں سے 1x1 والدین کو ملا اور 4 بیٹیوں کو۔اب بیٹیوں کی تعداد پانچ اور ان کو حصہ 4 ملا ہے۔4 ان پر برابر برابر تقسیم نہیں ہو رہا۔لہٰذا ہم نے ان کے رؤس اور حصوں کے درمیان نسبت دیکھی تو وہ تباین ہے۔پھر تصحیح کے اصول نمبر 3 کے تحت عدد رؤس کو اصل مسئلہ 6 میں ضرب دی تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوا یعنی 30۔اس میں سے ہر ایک کو پورا پورا مل جائے گا۔

(ج): تیسری صورت یہ ہے کہ میت نے اپنے ورثاء میں سے شوہر اور 6 بیٹیاں

چھوڑیں ہیں۔اس صورت میں حل کچھ اس طرح سے ہوگا:

اصل مسئلہ 4- 2 x 4 = 8

شوہر	6 بیٹیاں
1/4	2/3
1	3
2	6
	(ہرایک کو 1 ، 1)

وضاحت: اس مسئلہ دو جنس کے گروہ شامل ہیں:

1- ممن یردعلیہ یعنی بیٹیاں

2- من لایردعلیہ یعنی شوہر

تو قاعدہ ہے کہ جب جنس اول یعنی **ممن یردعلیہ** کے ساتھ **من لایرد علیہ** ہو تو پھر **من لایردعلیہ** کا حصہ اس کے اقل مخرج سے دیا جائے گا۔لہٰذا شوہر کا حصہ 1/4 تھا اس کا مخرج 4 بنتا ہے۔لہٰذا مسئلہ کا مخرج بھی 4 ہوگا جس سے ایک حصہ شوہر کو تین بیٹیوں کو مل جائیں۔اب بیٹیاں 6 ہیں ان کا حصہ 3 ان پر پورا پورا تقسیم نہیں ہو رہا لہٰذا ان کی عدد رؤس بعد حصوں کے درمیان نسبت دیکھی تو وہ توافق کی ہے۔لہٰذا عدد رؤس کے موافق یعنی 2 کو اصل مسئلہ یعنی 4 میں ضرب دی تو حاصل ضرب یعنی 8 اس مسئلہ کی تصحیح ہوا جو ہر وارث کو پورا پورا مل جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات سال 2015ء﴾

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: درج ذیل اشخاص کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ دلیل کے ساتھ وضاحت کریں؟

صبی، مجنون، نائم، مکرہ، شراب کے نشہ میں مست۔

جواب: صبی، نائم اور مجنون کی طلاق کا حکم:

اگر بچے یا مجنون یا سونے والے نے طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے بچے اور مجنون کے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس عقل ممیز نہیں ہوتی جبکہ اہلیت تصرف کے لیے عقل ممیز کا ہونا ضروری ہے۔

سونے والے کو اپنے آپ پر اختیار نہیں ہوتا۔سونے والا جب کوئی بات کرتا ہے تو بلا اختیار کرتا ہے جبکہ کسی شئی میں تصرف کرنے کے لیے تکلم میں اختیار کا ہونا ضروری ہے۔

نشہ میں مست کی طلاق کا حکم:

اگر کوئی آدمی نشہ میں مست ہے اور اس نے حالت نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس کی عقل کا زائل ہونا ایسی وجہ سے ہے جو گناہ ہے۔ (یعنی شراب وغیرہ پینا) لہٰذا اس کی ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے اس کی عقل کے صحیح اور درست ہونے کا حکم لگائیں گے۔اس کی عقل گویا زائل ہی نہیں ہوئی تو پھر طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔

مکرہ کی طلاق کا حکم:

اگر کوئی شخص حالت اکراہ میں طلاق دیتا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ اس

جگہ طلاق دینے والے میں قصد واختیار پایا گیا' گویا اس نے قصداً طلاق دی ہے۔ اس کا قصد اس طرح پایا گیا کہ اسے ڈرایا جارہا تھا کہ یا تو اپنی بیوی کو طلاق دے یا پھر مرنے کے لیے تیار ہوجا۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لیے اپنی بیوی کی قربانی دے دی یعنی اس کو طلاق دے دی۔ تو اب اس کا قصد پایا گیا تو پھر طلاق واقع ہو جائے گی۔

سوال نمبر 2: (الف): حالت حیض میں دی ہوئی طلاق واقع ہو گی یہ نہیں؟ اور کیوں؟

(ب): حالت حیض میں طلاق دینے والے کے لیے مراجعت مستحب کیوں ہے؟ اور گنہگار کیوں؟

جواب: (الف)۔ حالت حیض میں طلاق کا حکم:

حالت حیض میں دی جانے والی طلاق واقع ہوجاتی ہے کیونکہ حالت حیض میں طلاق سے نہی' نہی لغیرہ ہے نہی لذاتہ نہیں یعنی حالت حیض میں طلاق منع ہونا لنفسہ نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے ہے اور نہی لغیرہ کی وجہ سے طلاق کا مشروع ہونا معدوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا طلاق واقع ہوجائے گی۔

(ب): ایسی حالت میں مراجعت مستحب کیوں؟:

جس آدمی نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی اس کا مراجعت کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: اپنے بیٹے کو مراجعت کا حکم دو۔

یہ مراجعت مستحب اس وجہ سے ہے کہ فلیراجع صیغہ امر ہے اور امر کا کم از کم مرتبہ استحباب کا ہے۔ ویسے بھی رجوع کرنا خالص شوہر کا حق ہے تو اپنے حق میں وجوب نہیں ہوتا۔ البتہ بعض فقہاء کی طرف سے مراجعت میں وجوب کا حکم ہے۔ انہوں نے بھی اسی روایت سے استدلال کیا ہے کہ امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

سوال نمبر 3: درج ذیل سوالات کے جوابات دیں؟

1- مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا یا شرط لگائی کہ مہر نہیں ہوگا تو یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور کیوں؟

2- احناف اور شوافع کے نزدیک اقل مہر کتنا ہے؟ اور کیوں؟

3- اگر دس درہم سے کم حق مہر مقرر رہوا تو احناف کے نزدیک کتنا دینا ہوگا اور کیوں؟

4- مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا تو کتنا مہر واجب ہوگا؟

5- اگر مہر مقرر نہیں کیا اور قبل از دخول طلاق دے دی تو اس کا کیا حکم ہے؟

6- مہر مثل اور متعۃ الطلاق کے کپڑوں کی تعداد اور نوعیت بیان کریں؟

جواب: پہلا مسئلہ:

مہر مقرر لیے بغیر نکاح کیا یا شرط لگائی کہ مہر نہیں دوں گا تو ان دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہوگا کیونکہ نکاح کی صحت اور عدم صحت میں مہر کو کوئی دخل نہیں ہے۔ وہ اس لیے کہ نکاح کا مطلب و معنی ہے زوجین میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ مل جانا اور میاں بیوی کا رشتہ ازدواج میں بندھ جانا تو یہ مطلب تو مہر کے بغیر بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ لہٰذا صحت نکاح کے لیے مہر کا ہونا کوئی ضروری نہیں۔

دوسرا مسئلہ:

عندالاحناف مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ زیادہ جتنا بھی ہوجائے وہ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے "دس درہم سے کم مہر نہیں"۔

دوسرا یہ کہ مہر تو محل بضع کا عوض ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اتنا ضرور ہو کہ جس سے شرافت بضع ظاہر ہوجائے تو وہ شرافت دس درہم کے ساتھ ہی ہوگی۔ کیونکہ دس درہم کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک عضو کی کم از کم قیمت دس درہم ہے اور بضع بھی تو عضو ہے لہٰذا اس کی قیمت بھی گولی ٹافی کے مساوی نہیں ہونی چاہیے بلکہ اتنی ہو کہ اس کی شرافت ظاہر ہوجائے اور قدر ظاہر ہوجائے۔

عندالشافعی اقل مہر اتنا ہو کہ جو خرید و فروخت کے معاملے میں ثمن بن سکے کیونکہ مہر

عورت کا حق ہے لے نہ لے تو پھر تقدیر (مقدر کرنا) عورت کی طرف سے ہی ہوگا۔

تیسرا مسئلہ:

اگر دس درہم سے کم مہر مقرر ہوا تو عندالاحناف دس درہم ہی دینا پڑیں گے۔ وجہ وہی ہے جو دوسرے مسئلہ میں گزر گئی۔

چوتھا مسئلہ:

اگر مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا اور دخول کیا تو ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا۔

پانچواں مسئلہ:

اگر مہر مقرر نہیں کیا اور قبل از دخول (یعنی چودہ طبق روشن کرنے سے پہلے) ہی طلاق دے دی تو ایسی صورت میں نصف مہر یعنی پانچ درہم واجب ہوں گے۔

چھٹا مسئلہ:

مہر مثل اور متعۃ الطلاق کے کپڑوں کی تعداد تین ہیں اور وہ ایسے ہونے چاہیے کہ جو اس جیسی عورت پہنتی ہے۔

1-کرتہ‘2-اوڑھنی‘3-لحاف یعنی چادر۔

سوال نمبر4: **قال ولا بام امراته التی دخل بابنتها اولم یدخل لقوله تعالٰی: "وامهات نسائکم" من غیر قید دخول ولابنت امراته التی دخل بها لثبوت قید دخول بالنص سواء کانت فی حجره او فی حجر غیره لان الذکرا الحجر خرج مخرج السعادة الامخرج اشرط .**

(الف): عبارت کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟

(ب): محرمات تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت:

(مصنف نے کہا) اور نہ اپنی ساس سے کہ اس کی بیٹی سے اس نے دخول کیا ہو یا نہ کیا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "وامهات نسائکم" دخول کی قید کے بغیر ہے اور نہ ہی اپنی اس عورت کی بیٹی سے جس سے اس نے دخول کیا ہو کیونکہ نص کے ساتھ دخول کی قید ثابت ہے۔ آگے عام ہے کہ وہ لڑکی اس کی پرورش میں ہو یا اس کے غیر کی پرورش میں...... اس لیے کہ پرورش کا ذکر کرنا (آیت مبارکہ میں) عادت کے طریقے پر ہے شرط کے طریقے پر نہیں ہے۔

تشریح العبادۃ:

مذکورہ عبارت میں محرمات میں سے کچھ کا ذکر گیا کہ آدمی کا اپنی ساس سے نکاح کرنا بھی حلال نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔ عام ازیں کہ بیوی سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ ساس کی حرمت کے بارے میں جو آیت ہے وہ مطلق ہے اس میں دخول کی قید نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وامهات نسائکم" اسی طرح کوئی آدمی ایسی عورت سے نکاح کرتا ہے کہ اس کی سابقہ شوہر سے بیٹی ہے۔ اب اگر اس عورت سے دخول کر لیتا ہے تو پھر اس کی بیٹی اس پر حرام ہوگی اگر دخول نہیں کرتا تو پھر حرام نہیں ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی بیٹی کی حرمت کے بارے میں جو آیت کریمہ ہے وہ دخول والی قید سے مقید ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وربائبکم التی فی حجور کم من نسائکم التی دخلتم بهن فان لم تکونوا دخلا- بهن فلا جناح علیکم"

پھر حرمت کے لیے اس لڑکی کا اپنی ماں کی تربیت اور پرورش میں ہونا کوئی ضروری نہیں ہے وہ لڑکی اس کی تربیت میں ہو یا نہ ہو بہر صورت اس سے نکاح حرام ہے۔

(ب): محرمات کا بیان: جن عورتوں کے ساتھ نکاح حلال نہیں ہے وہ یہ ہیں:

ماں — دادی کے ساتھ (مردوں کی طرف سے ہو یا عورتوں کی طرف سے)
بیٹی — پوتی (اگرچہ نیچے تک)
بہن — بہنوں کی بیٹیاں یعنی بھانجیاں
بھتیجیاں — پھوپھیاں

ماسی (خالہ)   ساس

ربیبہ (لڑکی سابقہ

شوہر سے ہو)   باپ و دادا کی بیویوں سے

بہو   پوتوں کی بیوی

رضاعی ماں   رضاعی بہن

سوال نمبر 5: ثم الفرقة بخيار البلوغ ليس بطلاق لانها تصح من الذشي ولا طلاق اليها وكذا بخيار العتق لما بينا بخلاف المخيرة لان الزوج هوا لذى ملكها وهومالك للطلاق .

(الف): عبارت کا ترجمہ کریں اور خیار بلوغ کی تعریف کریں؟

(ب): بچپن میں نکاح کیا گیا پھر صغیرہ یا صغیر میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے قبل از بلوغت، تو دوسرا اس کا وارث ہوگا یا نہیں؟ اور اگر بعد از بلوغ تفریق سے پہلے فوت ہو جائے تو پھر وارث ہوگا کہ نہیں؟

(ج): مخیّرہ کسے کہتے ہیں؟ مخیّرہ اگر جدائی کو پسند کرے تو یہ طلاق ہوگی یا نہیں؟

جواب: (الف) - ترجمۃ العبارت:

پھر خیار بلوغ کی وجہ سے جدائی طلاق نہیں ہے، اس لیے کہ یہ جدائی عورت کی جانب سے صحیح ہوئی ہے اور طلاق عورت کی طرف سے نہیں ہوتی۔ (بلکہ مرد کی طرف سے ہوتی ہے۔) ایسے ہی خیار عتق کے سبب (فرقت طلاق نہیں) وجہ وہی ہے جو ہم نے بیان کی بخلاف اختیار والی عورت کے کیونکہ زوج نے ہی اس کو طلاق کا مالک بنایا ہے اور زوج طلاق کا مالک ہے۔

خیار بلوغ کی تعریف: اگر کسی نے نابالغ بچے یا بچی کا نکاح کر دیا تو بعد از بلوغ جو اس بچے یا بچی کو نکاح کو برقرار رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے، اس کو خیار بلوغ کہتے ہیں۔

(ب) وارث ہونے یا نہ ہونے کا بیان: اگر بچپن میں نکاح کیا گیا ہو پھر صغیر یا صغیرہ میں سے کوئی ایک مر جاتا ہے اور ابھی تک وہ بالغ نہیں ہوا تھا۔ تو اس صورت میں دوسرا

(خواہ صغیر ہو یا صغیرہ) وارث بنے گا کیونکہ اصل عقد یعنی نکاح تو صحیح ہے اور وہ ملک بضع کا مالک بھی بنا تھا۔ یعنی ملک بضع کا ثبوت اس کے لیے ہوا تھا۔ اب وہ بوجہ وفات انتہاء کو پہنچ گیا اور انتہاء کو پہنچے والی چیز پر زوال کا فتویٰ نہیں لگتا۔ جب ملکیت زائل نہ ہوئی تو پھر ایک دوسرے کے مالک بنیں گے۔

اس طرح اگر بعد از بلوغ تفریق سے پہلے کوئی فوت ہو جائے تو دوسرا وارث ہوگا۔ کیونکہ وفات سے ملکیت زائل نہیں ہوتی، پھر ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

(ج): مخیّرہ کی تعریف:

وہ عورت جسے اس کا شوہر طلاق دینے یا نہ دینے کا حق سونپ دے، مخیّرہ کہلاتی ہے یعنی اختیار والی۔

مسئلہ: اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو طلاق کا حق سونپ دیا اور اختیار دے دیا کہ تو چاہے تو جدا ہو جا اور اگر چاہے تو میرے پاس ہی رہ تجھے اختیار ہے۔ اب عورت جدائی کو اختیار کر لیتی ہے تو اس عورت کا جدائی کو اختیار کرنا طلاق ہی شمار ہوگا۔ کیونکہ جب شوہر نے بیوی کو طلاق دینے کا اختیار دے دیا تو ایسے ہی ہے جیسے اس کو طلاق کا مالک بنا دیا۔ اب اس عورت کا طلاق واقع کر لینا ایسے ہی ہے جیسے شوہر نے طلاق دی لہٰذا۔ مخیّرہ اگر جدائی کو پسند کرے تو یہ طلاق ہوگی۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات: سال 2015ء﴾

چوتھا پرچہ: حدیث پاک

القسم الاول: آثار السنن

سوال نمبر 1: عن جابر ابن عبدالله رضى الله تعالىٰ عنه كان يصلى مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم العشاء ا خر ثم يرجع الى قومه فيصلى بهم تلك الصلوٰة ۔

(الف): متنفل کے پیچھے عندالاحناف متفرض کی اقتداء صحیح ہے کہ نہیں برتقدیر ثانی مذکورہ حدیث کا جواب احناف کے نزدیک کیا ہے؟

(ب): ایک روایت میں "ھی تطوع ولھم فریضۃ" ہے جو احناف کے صراح خلاف ہے۔اس کا کیا جواب ہے؟

(ج): عشاء آخرہ سے کونسی نماز مراد ہے اور عشاء اولیٰ سے کونسی نماز مراد ہے؟

جواب: مفترض کی متنفل کے پیچھے اقتدا:

(الف): متنفل کے پیچھے عندالاحناف متفرض کی اقتداء صحیح نہیں ہے۔حدیث مذکورہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل نماز پڑھ کر پھر اپنی قوم کو فرض نماز پڑھاتے تھے۔اس بات کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فرمایا تھا: "اے معاذ یا ہمارے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو یا اپنی قوم پر تخفیف کیا کرو۔"

(ب) "وھی تطوع لہ ولھم فریضۃً" کا رد:

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کی حدیث میں زیادتی درست نہیں۔یہ جملہ سنن کی کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاء کسی اور نے یہ الفاظ

زائد نہیں کیے۔جب یہ جملہ ہی زائد ہے غیر محفوظ ہے تو پھر اس کو احناف کے خلاف دلیل نہیں بنا سکتے۔

(ج): عشاء آخر وعشاء اولیٰ کا مطلب: عشاء اخر سے مراد مغرب کے بعد والی عشاء کی نماز ہے جبکہ عشاء اولیٰ سے مراد نماز مغرب ہے۔نماز مغرب کا دوسرا نام عشاء اولیٰ بھی ہے۔نماز عشاء اور نماز مغرب کو "العشائین" بھی کہتے ہیں۔

سوال نمبر 2: (i)- عن سمرة بن جندب رضى الله تعالىٰ عنه قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا صلى صلوة اقبل علينا بوجهه ۔

(ii)- وعن البراء بن عازب رضى الله تعالىٰ عنه قال كنا ازا صلينا خلف رسولالله صلى الله عليه وسلم احببنا ان نكون عن عينه فيقبل علينا بوجهه ۔

(الف): دونوں حدیثوں کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "احببنا" الی اخرہ کی آرزو کا اصل مقصد کیا ہے؟

(ب): بعد از سلام امام کا قبلہ رو ہو کر یا بائیں جانب رخ کر کے بیٹھنے کا کیا حکم ہے؟ اور اس طرف رخ کرنے کی حکمت کیا تھی؟

جواب: (الف) ترجمہ:

(i)۔حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو ہمارے طرف اپنے چہرۂ انور کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے۔

(ii)۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم اس بات کے پسند کرتے تھے کہ آپ کے دائیں طرف (کھڑے) ہوں تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوں۔

(ب): بعد از سلام امام کا قبلہ رو یا بائیں جانب رخ کرنا:

امام کا سلام کے بعد دائیں، بائیں اور قبلہ رو اور مقتدیوں کی جانب، ہر طرف رخ کرنا جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی دائیں جانب، کبھی بائیں جانب کو بیٹھتے کبھی اٹھ کر حجرہ شریف میں چلے جاتے۔ البتہ علماء نے قبلہ رو چہرہ کرنا ناپسند کیا ہے کہ اس میں سنت کی خلاف ورزی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دائیں جانب چہرہ مبارک کرتے تھے اور بائیں جانب قلیل الوقوع ہے۔ لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ جس طرف اس کو حاجت ہو اس طرف چہرہ کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب نمازیوں کے ساتھ گفتگو کرنی ہوتی تو نمازیوں کی طرف چہرہ مبارک اور قبلہ کی طرف پشت مبارک فرماتے تھے۔

احبنا کی آرزو کا مقصد:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو دائیں جانب کھڑا ہونے کو پسند فرماتے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انہیں مشاہدہ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل ہو اور ہم لوگ پہلے (سلام کے) خطاب سے مشرف ہوں اور سب سے پہلے ہم پر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی تجلیات کا فیضان ہو۔

سوال نمبر 3: **عن سعید بن ہشام عن عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان یوتر بثلث لایقعد الا فی آخر ھن ۔**

(الف): حدیث پاک کی تشریح کریں اور "**لایقعد الافی آخرہ**" سے کیا مراد ہے؟ حالانکہ احناف تو دوسری رکعت میں بیٹھتے ہیں؟

(ب): دلیل سے ثابت کریں کہ وتر واجب ہیں جبکہ حدیث میں ہے کہ "**الوتر لیس بحتم**" یعنی وتر ضروری نہیں ہیں؟

جواب: (الف): تشریح الحدیث:

حضرت سعید بن ہشام ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

حدیث روایت کرتے ہیں، اماں جان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور صرف آخر میں ہی بیٹھتے تھے۔ اس حدیث سے احناف کا مؤقف ثابت ہوتا ہے کہ وتر تین رکعتیں ہیں۔

جو یہ فرمایا: "**لا یقعد الافی آخر ھن**" اس سے مراد "**لایسلم الافی آخر ھن**" ہے۔ آپ سلام آخر میں پھیرتے تھے۔ جب **لایقعد** سے مراد **لایسلم** ہوا تو پھر یہ روایت مذہب احناف کے خلاف نہ ہوئی۔ اس جگہ عدم قعود سے مراد عدم سلام ہے اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں صراحتاً لفظ "**لایسلم**" ہے۔

(ب): وتر کے وجوب پر دلیل:

عندالاحناف وتر واجب ہیں۔ اس کے وجوب کی دلیل یہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنی رات کی نماز میں وتر کو آخر میں پڑھو"۔

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صیغہ امر کے ساتھ حکم فرما رہے ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا: "وتر حق ہے جس نے نماز وتر ترک کی وہ ہم سے نہیں ہے۔" یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ ارشاد فرمائی۔

اس جیسی سخت وعید واجب کو ترک کرنے پر ہی ہو سکتی ہے اور "**الوتر لیس بحتم**" یہ ہے کہ وتر ضروری نہیں یعنی فرض اعتقادی نہیں۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ رات کے اول حصہ میں پڑھنا ضروری نہیں آخری رات میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

القسم الثانی: مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

سوال نمبر 4: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی لکھیں؟ حج کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟ کس صحابی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے اور ان سے کون سی حدیث سنی؟

جواب: سیرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: کنیت: ابوحنیفہ، نام: نعمان، والد کا نام: ثابت، لقب وعرف: امام اعظم، محدث اعظم تھا، پورا نام یوں ہوا: ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

المعروف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ 80ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے چھبیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کی اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تابعین کی صف اول میں ہوتا ہے۔ آپ نے چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ ستر (70) احادیث آپ نے بلاواسطہ صحابہ کرام سے روایت کی ہیں۔ آپ کی مرویات ستر ہزار سے متجاوز ہے۔ مشہور تین آئمہ یعنی امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام مالک اور آئمہ صحاح ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ بالواسطہ آپ کے شاگرد ہیں۔

فضائل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ:

خلف بن ایوب کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ سے علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا وہ علم آپ نے صحابہ کو پہنچایا۔ صحابہ نے تابعین کو اور تابعین سے وہ علم امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو ملا۔ حق یہی ہے خواہ اس پر کوئی راضی ہو یا ناراض۔ ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کہا کرتے تھے: ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: "امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مجلس سے زیادہ فیض رساں تھے۔

تصانیف:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تصنیف وتالیف کا عام رواج نہیں تھا۔ پھر بھی آپ کی تصانیف کی تعداد کم نہیں ہے۔ آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں: (1) کتاب العالم والمتعلم، (2) کتاب الفقہ الاکبر، (3) کتاب الوصایا، (3) کتاب المقصود، (4) کتاب الاوسط، (5) مسند امام اعظم ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کی جملہ کتب بالواسطہ آپ کی ہیں۔

امام اعظم کا فقہی مقام:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آسمان فقہ کے وہ عظیم آفتاب ہیں جن کی نورانی کرنیں تمام روئے زمین پر پڑ رہی ہیں۔ آپ کی فقہی بصیرت کو سلام کرتے ہوئے امام شافعی رحمۃ

اللہ علیہ نے فرمایا تھا: فقہ میں تمام لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے تو فقہ حنفی کی عملاً برتری تسلیم کی اور ترک رفع یدین سے نماز ادا کی۔

انتقال:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی صبر وتحمل، استقامت فی الدین اور حق کی سربلندی سے عبارت ہے۔ آپ کو خلیفہ منصور نے قاضی بنانے کی کوشش کی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ منصور نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے آپ کو جیل میں قید کر دیا۔ آپ کا انتقال بھی 150 ہجری میں جیل میں ہی ہوا۔

حج کرتے وقت آپ کی عمر سولہ (16) سال تھی۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔

سوال نمبر5: ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحیٰ قوم یقولون لاقدر ثم یخرجون منہ الزندقة فاذا لقیتموھم فلا تسلموا علیھم وان مرضوا فلا تعودوھم ۔

(الف): فرقہ قدریہ مومن ہے یا کافر؟ لاتسلموا سے مراد صرف ترک سلام یا ترک موالات ومعاشرتی مقاطعہ بھی؟ اور اس کا مقصود کیا ہے؟

(ب): حدیث کا ترجمہ کریں لقیتموھم صیغہ بتائیں؟

جواب: (الف) فرقہ قدریہ:

فرقہ قدریہ مومن نہیں بلکہ کافر ہے اور بدعقیدہ وگمراہ فرقہ ہے۔

لاتسلموا کا مطلب:

لاتسلموا سے مراد صرف ترک سلام ہی نہیں بلکہ ترک موالات اور معاشرتی مقاطعہ ہے۔ اس کا مقصود یہ ہے کہ ان کا رنگ آپ پر نہ چڑھ جائے اور اس قسم کے غلیظ

عقائد اپنانے کی کسی میں ہمت نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے ساتھ مکمل بائیکاٹ سے وہ اپنی
بدعقیدگی سے باز آجائیں۔

(ب) ترجمۃ الحدیث: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے وہ
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: ایک ایسی قوم آئے گی جو کہے گی کہ تقدیر کا وجود نہیں ہے۔ پھر وہ ہدایت سے
گمراہی کی طرف چل پڑے گی تو جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان کو سلام نہ کرنا اور جب وہ
بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا۔

لقیتموھم صیغہ:

صیغہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سمع یسمع۔

سوال نمبر 6: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جِبْرِیْلُ
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ صُوْرَۃِ شَابٍّ عَلَیْہِ
ثِیَابٌ بِیَاضٌ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ۔

(الف): حدیث پر حرکات وسکنات لگائیں؟

(ب): حضرت جبرائیل علیہ السلام سفید پوش نوجوان کی شکل میں کیوں آئے؟ اس
میں کیا حکمت ہے؟

(ج): مجمع میں صرف ایک شخص کو سلام کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: (الف):

نوٹ: حرکات وسکنات اوپر سوالیہ حصہ میں حدیث پر لگادیے گئے ہیں۔

(ب): حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سفید پوش نوجوان کی شکل میں ظاہر ہونا:

حضرت جبرائیل علیہ السلام اکثر وبیشتر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ظاہر
ہوتے لیکن کبھی کبھار اجنبی اور غیر معروف نسان کی شکل میں بھی خدمت اقدس میں حاضر

ہوتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا شکل انسانی میں ظاہر ہونے کا مقصد حضرات صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تعلیم دینا تھا۔ اگرچہ وہ مسائل اور باتیں صحابہ کو یاد ہوتی تھیں مگر پھر
بھی یاددہانی کے لیے بحکم الٰہی حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ اقدس میں حاضر ہوجاتے۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا عام انسان کی وسعت وطاقت
میں نہیں اس لیے وہ شکل انسانی میں ظاہر ہوتے تھے۔

(ج): مجلس میں شخص واحد کو سلام کرنے کا شرعی حکم:

اگر کوئی شخص کسی مجلس میں حاضر ہوکر سلام کرتا ہے تو سب پر جواب دینا واجب ہے۔
اگر کسی نے مجلس میں آکر صیغہ واحد بولا یعنی کسی السلام علیک کہا اور کسی کا نام لے کر سلام کیا
تو صرف اسی شخص پر جواب دینا واجب ہے دوسرے پر نہیں جیسا کہ حدیث مذکورہ میں
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکر سلام کیا اور کہا:
"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ"۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

پانچواں پرچہ: مؤطین

القسم الاول: موطا امام مالک

سوال نمبر 1: "سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن العقیقۃ فقال "لا احب العقوق"۔

(الف): ترجمہ وتشریح کریں اور بتائیں کہ بچے یا بچی کا عقیقہ ایک جیسا ہے یا مختلف؟

(ب): عقیقہ تو سنت ہے پھر "لاحب العقوق" کا کیا مطلب؟

(ج): عقیقہ کس دن کیا جائے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ کیا گیا اور کس نے کیا؟

جواب: (الف) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "میں عقوق یعنی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا۔"

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور مبارک تھا کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو جاتے۔ اسی طرح جب عقیقہ کے متعلق پوچھنے کی ضرورت ہوئی تو وہ آپ کی بارگاہ میں آئے اور عقیقہ کے متعلق سوال کیا۔ جس کے متعلق آپ نے جواب ارشاد فرمایا: عقوق مجھے پسند نہیں ہے۔

بچے اور بچی کا عقیقہ:

لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ جانور مناسب ہے اگر لڑکے کی طرف سے ایک بکرا یا بکری ذبح کر دی تو بھی سنت ادا ہو جائے گی کیونکہ یہ بھی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری ذبح کی تھی۔

(ب) لاحب العقوق کا مفہوم:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عقیقہ "سنت" ہے اور یہ جائز ہے۔ اس ارشاد نبوی: "لا احب العقوق" کا مطلب یہ ہے کہ لفظ عقیقہ کا مادہ "عقوق" تسلیم کیا جائے جس کا مطلب ہے لاتعلق کر دینا، بے دخل کر دینا، قطع کر دینا وغیرہ تو یہ درست نہیں ہے۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ سے اظہار ناپسندیدگی نہیں کیا بلکہ تعلقات منقطع کرنے، عاق کرنے اور بے دخل کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ اس مفہوم سے معلوم ہوا کہ اس فقرہ کا سنت عقیقہ اور جواز عقیقہ سے تعارض وتخالف نہیں ہے۔

(ج): عقیقے کا وقت:

عقیقہ کے لیے ساتواں دن اولیٰ ہے اور اگر ساتویں دن نہ ہو سکا تو جب چاہے کر لے سنت ادا ہو جائے گی۔

عقیقۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم:

جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ کیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چچا ابوطالب نے ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا تھا۔

سوال نمبر 2: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَنْھٰی عَنِ الْغِیْلَۃِ حَتّٰی ذُکِرْتُ اَنَّ الرُّوْمَ وَفَارِسَ یَصْنَعُوْنَ ذٰلِکَ فَلَا یَضُرُّ اَوْلَادَھُمْ شَیْئًا ۔

(الف): اعراب لگائیں اور تشریح کرتے وقت غیلہ کا معنی لکھیں؟

(ب): حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع فرمانے کا ارادہ کیوں فرمایا؟ کیا اب غیلہ جائز ہے؟

جواب: (الف): تشریح الحدیث:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیلہ کا مطلب ہے کہ "دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا"۔

مذکورہ حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع کرنے کا ارادہ ترک فرمادیا۔ ویسے اس میں مردوں پر اذیت جیسی صورت نظر آرہی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بصیرت سے یہ جان لیا کہ غیلہ سے ممانعت کی صورت میں مردوں پر دشواری ہوگی کیونکہ بچہ سال بھر بھی دودھ پیے تو اتنا صبر کرنا مرد کے لیے مشقت کا باعث ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنے ارادہ سے رجوع فرمایا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی امت پر عظیم شفقت ومہربانی ہے۔

(ب): ممانعت کی وجہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع فرمانے کا ارادہ اس لیے فرمایا کہ آپ نے خیال کیا کہ شاید مرد کا ایام دودھ میں مجامعت کرنے سے بچوں کی صحت پر اثر پڑنے کا باعث بن جائے کیونکہ بچوں کو خوراک کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ تو بچوں کی صحت کے پیش نظر آپ نے یہ ارادہ فرمایا لیکن جب فارس واہل روم کی اولاد کو دیکھا کہ صحت مند وتوانا ہیں حالانکہ وہ لوگ غیلہ کرتے ہیں۔ تو آپ نے اپنا ارادہ ملتوی فرمادیا۔

اب غلیہ کی صورتحال:

جب سرکار دوعالم مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع نہیں فرمایا تو یہ کیسے منع ہو سکتا ہے؟ لہٰذا جائز ہے۔ ویسے بھی جب ممانعت کی وجہ یعنی اولاد کو نقصان وغیرہ نظر نہ آئے تو عدم جواز بعید از عقل ہے۔

سوال نمبر3: قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنی من الرجال والنساء اذا احصن اذا قامت البینة او کان الحبل او لاعتراف ۔

(الف): ترجمہ وتشریح کرتے وقت بتائیں کہ رجم کا ثبوت قرآن میں کہاں ہے؟

(ب): ثبوت زنا کے لیے شرائط لکھیں اور عورت کو رجم کرنے کا شرعی طریقہ لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رجم کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ ہر اس شخص پر جو مردوں اور عورتوں میں کوئی زنا کرے جبکہ وہ محصن ہو اور دلیل قائم ہو جائے یا حمل واضح ہو جائے یا پھر وہ اعتراف کرلے۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں رجم کرنے کی شرائط بیان کی گئی ہیں اور یہ بتایا گیا کہ رجم کس کو کہا جائے گا۔

اگر کوئی مرد یا عورت زنا کرتی ہے پھر دیکھیں گے وہ شادی شدہ ہے یا نہیں۔ اگر شادی شدہ ہے تو اسے رجم کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو کوڑے لگائے جائیں گے لیکن رجم کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں: وہ یہ کہ یا تو زانی (مرد یا عورت) خود اقرار زنا کرے یا اس پر دلیل قائم ہو جائے یا پھر حمل کی علامات کا ظہور ہو جائے۔

ثبوت الرجم من القرآن: اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''رجم کا ثبوت قرآن میں موجود نہیں ہے مگر حق ہے اس کا انکار کفر ہے۔ جس طرح کہ نماز کی رکعات اور زکوٰۃ کی مقدار قرآن میں موجود نہیں مگر دونوں حق ہیں اور ان کا انکار کفر ہے۔''

آیت رجم کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے مگر اس کا حکم باقی ہے جیسا کہ اصول تفسیر کی کتب میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ بے شمار احادیث مبارکہ میں رجم کا ثبوت ملتا ہے۔ جس طرح کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو بحکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم رجم کیا گیا۔

(ب): شرائط کا بیان:

حاکم کے نزدیک زنا اس وقت ثابت ہوگا جب چار مرد ایک مجلس میں صرف لفظ زنا کے ساتھ شہادت ادا کریں یعنی یہ کہیں کہ اس نے زنا کیا۔ اگر وطی یا جماع کا لفظ کہیں گے تو زنا ثابت نہیں ہوگا۔ یا پھر زانی بذات خود چار بار زنا کا اقرار کرے۔ یا پھر غیر شادی شدہ کو حمل ظاہر ہو جائے یا بیوہ کا حمل ظاہر ہو جائے یا خاوند والی ہے مگر اس کا خاوند لاپتہ ہے۔ ان

شرائط کے بغیر زنا ثابت نہیں ہوگا۔

رجم کرنے کا شرعی طریقہ:

رجم کی صورت یہ ہے کہ اسے میدان میں لے جا کر اس قدر پتھر ماریں کہ وہ مرجائے اور رجم کے لیے لوگ نماز کی طرح صفیں باندھ کر کھڑے ہوں۔ جب ایک صف مار چکے تو یہ ہٹ جائے اب دوسرے لوگ ماریں۔ اگر رجم کرتے وقت کوئی شخص یہ ارادہ کرے کہ میں ایسا ماروں گا کہ مرجائے، حرج نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گڑھا کھودلیا جائے۔

القسم الثانی: موطا امام محمد

سوال نمبر 4: امام محمد اور مؤطا امام محمد پر کم از کم 20 سطری مضمون لکھیں؟

جواب: حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ:

نام: محمد: والد کا نام: حسن: کنیت: ابوعبداللہ۔ نسبت: نسبت کے لحاظ سے شیبانی کہلاتے ہیں۔ پورا نام یوں ہے: ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی۔ تاریخ پیدائش: آپ نے 132ھ عراق کے مشہور قصبہ ''واسط'' میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: اوائل عمر میں ہی آپ اسلامی تعلیمات کی طرف مائل ہوگئے تھے چنانچہ آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی اور ان سے علم فقہ حاصل کیا۔ امام صاحب کی وفات کے بعد فقہ کی تکمیل امام ابویوسف سے کی۔ پھر مدینہ منورہ جا کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی کتاب مؤطا پڑھی۔

کتاب اللہ میں مہارت: آپ کو قرآن میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ جس کی گواہی تلامذۂ امام شافعی دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد کے علاوہ کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ جب وہ بات کرے گویا کہ قرآن اس کی زبان پر اترا ہے۔

فقہ میں کمال: قرآن وحدیث کی طرح امام محمد کو فقہ میں بھی کمال دسترس حاصل تھی۔ بلکہ فقہ حنفی کے ناشر ہونے کا سہرا انہیں کے سر ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حلال وحرام، علل اور ناسخ ومنسوخ کے بارے میں امام محمد سے بڑھ کر علم

رکھنے والا کسی کو نہ دیکھا۔

فصاحت و بلاغت: آپ کی گفتگو میں فصاحت اور بلاغت کا عنصر غالب تھا۔ جس کے سبب حاضرین لطف اندوز ہوتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر میں چاہوں تو محمد بن حسن کی فصاحت کے باعث کہہ سکتا ہوں کہ قرآن ان کی زبان پر اترا۔''

اساتذہ: آپ کے اساتذہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

☆......امام اعظم ابوحنیفہ

☆......اسماعیل بن ابی خالد احمسی

☆......سفیان بن سعید تعدی

☆......مسعر بن کدام

☆......مالک بن مغول

☆......قیس بن ربیع

☆......مالک بن انس

☆......عمر بن ذر

☆......عبداللہ بن قطان

☆......بدر بن عثمان

☆......ابویوسف قاضی علیہم الرحمۃ۔

وصال: 189ھ میں دنیا کو اپنے علم وفضل سے روشن کرنے والا آفتاب اپنی آب و تاب کے ساتھ غروب ہوگیا۔

مؤطا امام محمد: آپ کی بے شمار تصانیف میں ایک ''مؤطا'' ہے جو کہ علم حدیث کی مشہور کتاب ہے۔

اصل میں مؤطا امام مالک کی مرتب کردہ کتاب ہے کہ انہوں نے مرتب کر کے علماء

کے سامنے پیش کی جسے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ کافی تعداد میں مؤطا کو امام مالک سے نقل کیا جن کے نسخوں کی تعداد 16 ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی نسخے ہیں۔

فی زمانہ جو نسخہ ہمارے سامنے موجود ہے وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے آخری دور کے شاگرد یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا نقل کردہ ہے اور ایک نسخہ وہ ہے جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔

مؤطا امام محمد کو مؤطا امام مالک پر کئی وجوہ سے فضیلت واہمیت حاصل ہے۔ وہ اس طرح کہ مؤطا امام محمد کو نقل کرنے والے امام محمد ہی ہیں جو علم حدیث وفقہ کے اعتبار سے دوسرے تمام ناقلین سے فائق ہیں۔ پھر امام محمد میں نے دوسرے ناقلین کی طرح غلطیاں بھی نہیں کیں۔ امام محمد تین سال تک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسب فیض کرتے رہے جبکہ دوسرے ناقل میں یہ بات نہیں ہے۔

سوال نمبر 5: عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ قال رأیت علیاً رفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ المکتوبۃ لم یرفعھما فیما سوی ذالک۔

نماز میں رفع یدین نہ کرنے پر دلائل دیں نیز رفع یدین والی احادیث کا جواب دیں؟

جواب: احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں کسی جگہ رفع یدین جائز نہیں جبکہ بعض فقہاء کرام کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین جائز ہے۔

احادیث مبارکہ ایسی بھی مروی ہیں جو رفع یدین کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اور ایسی احادیث بھی ہیں جو ترک رفع یدین پر دلالت کرتی ہیں۔ سوال میں ترک رفع یدین پر دلائل طلب کیے گئے ہیں اس لیے ہم ترک رفع یدین کے حوالے سے روایات پیش کرتے ہیں جن سے احناف کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے:

☆...... حضرت امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا میں تمہیں وہ نماز نہ

پڑھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی؛ پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی بار یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر نہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

☆...... دارقطنی اور ابن عدی کی روایت انہیں سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی تو ان حضرات نے ہاتھ نہ اٹھائے مگر نماز شروع کرتے وقت۔

☆...... مسلم واحمد رحمہما اللہ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑے کی دمیں؛ نماز میں سکون کیساتھ رہو۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی دلیلیں ہیں جو رفع یدین کی ممانعت پر دال ہیں۔

باقی رہیں وہ احادیث جو ثبوت رفع یدین پر دال ہیں تو ان کا جواب یہ ہے کہ وہ اگر صحیح ہوں تو ابتداء اسلام پر محمول ہیں؛ جیسا کہ صاحب ہدایہ نے تصریح فرمائی ہے۔

سوال نمبر 6: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ قَالَ لَا تَبْکُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ۔

(الف): اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب): میت پر رونا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیوں فرمایا؟

(ج): رونا رونے والے کا فعل ہے اس کی وجہ سے میت کو عذاب کیوں ہوتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: تم اپنے مردوں پر بکاء نہ کرو کیونکہ میت کو اہل خانہ کے بکاء کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

(ب): بکاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومنع ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان تطبیق:

جو بکاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ بغیر آواز اور واویلا وبین کرنے کے

ہے اور جس رونے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منع فرما رہے ہیں وہ آواز کے ساتھ واویلا و بین کرنا اور گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا ہے۔ لہٰذا ان دونوں میروایات ں کوئی تضاد نہیں ہے۔ شریعت ایسے رونے سے منع کرتی ہے جو آواز کے ساتھ ہو۔

(ج): رونا عذاب کا باعث ہے:

بے شک رونا رونے والے کا فعل ہے۔ مگر زندوں کا رونا میت کے لیے عذاب کا باعث اس وقت بنے گا جب میت نے اہل خانہ کو رونے کی وصیت کی ہو۔ اگر میت نے رونے کی وصیت نہیں کی تو پھر رونا باعث عذاب نہیں ہے۔ **(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)**

☆☆☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

چھٹا پرچہ: اصول حدیث

سوال نمبر 1: صحیح لذاتہ، شاذ، متواتر، مضطرب، غریب، معلق، اطراف، متعلق، متخرج، حاکم اور حافظ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

جواب: صحیح لذاتہ، شاذ، متواتر اور مضطرب:

کی تعریف حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیں۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

معلق: سقوط اگر اول سند سے ہے تو اس حدیث کو معلق کہتے ہیں۔

معلل: وہ حدیث ہے جس کی اسناد میں علل اور ایسے اسباب غامضہ خفیہ ہوں جو صحت حدیث میں قادح ہوں جیسے حدیث مرسل کو متصل یا متصل کو مرسل روایت کرنا۔

اطراف: جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دیے جائیں جیسے اطراف المزی۔

متخرج: جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کے لیے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دیگر اسناد سے وارد کیا جائے۔

حافظ: وہ محدث ہے جس کو ایک لاکھ حدیث مع سند و متن اور ان کے راویوں کے احوال جرحاً و تعدیلاً یاد ہوں۔

سوال نمبر 2: (الف) صحاح ستہ کے مکمل نام لکھیں؟

(ب): مصنفین صحاح ستہ کے اسماء مع کنیتیں لکھیں؟

(ج): صحیح بخاری و مسلم میں موزانہ کریں کہ ارجح کون ہے؟

جواب: (الف): کتب صحاح ستہ کے نام:

1-صحیح بخاری۔

2-صحیح مسلم۔

3-جامع ترمذی۔

4-سنن ابوداؤد۔

5-سنن نسائی۔

6-سنن ابن ماجہ۔

(ب): مصنّفین کے اسماء گرامی:

1-ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔

2-ابوالحسن امام مسلم بن الحجاج القشیری۔

3-امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔

4-حافظ ابوداؤد سلیمان بن اشعث۔

5-امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب۔

6-حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید۔

(ج)-صحیحین میں ارجح:

صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فوقیت حاصل ہونے کی وجوہات:

ائمہ حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخا
تمام کتب حدیث سے زیادہ ہے جس کی چند وجوہ درج ذیل ہیں

1-حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طبق
روایات کا انتخاب رکھتے ہیں جبکہ امام مسلم
ہیں۔

2-امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ 403 شیوخ سے روایات لیتے ہیں۔ جن میں سے 80 کو ضعیف قرار دیا گیا جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ جن شیوخ سے روایات نقل کرتے ہیں ان کی تعداد چھ سو بیس ہے جن میں 120 کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

3-امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جن شیوخ سے روایات اخذ کرتے ہیں ان سے براہ راست ملاقات کو لازمی قرار دیتے ہیں جبکہ امام مسلم اخذ روایات میں راوی و مروی عنہ کی ملاقات کو لازمی قرار نہیں دیتے بلکہ ہمعصر ہونا کافی خیال کرتے ہیں۔

4-امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ بہت کم روایات حاصل کی ہیں جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ روایات حاصل کی ہیں۔

ان مذکورہ وجوہات کی بناء پر صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے۔

سوال نمبر 3: (الف): امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی اور آپ کی کنیت کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

(ب): امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی تھے، دلیل سے ثابت کریں؟

(ج): امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام اور شرح معانی الآثار کی خصوصیات لکھیں؟

جوابات: (الف): امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

''اسم گرامی: حضرت نعمان بن ثابت'' ابوحنیفہ کنیت رکھنے کی وجہ: امام صاحب کی کنیت ابوحنیفہ اس وجہ سے نہیں کہ آپ کی حنیفہ نامی کوئی بیٹی تھی بلکہ اس وجہ سے ہے کہ حنیفہ کا مطلب ہے صاحب ملت حنفیہ یعنی باطل دین کو چھوڑ کر حق کی طرف آنے والے۔ اس وجہ سے آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔

آپ کے تابعی ہونے پر دلیل: اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور ان سے ملاقات بھی۔ کیونکہ آپ کی ولادت 80 ہجری کو ہوئی جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات 80ھ سے کافی عرصہ بعد ہوئی۔ تابعی بھی اسی شخص کو کہتے ہیں جس نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو چاہے ایک بار کی ہو۔ لہٰذا آپ تابعی ہیں۔

بعض علماء مثلاً علامہ ابن حجر ہیثمی نے ثابت کیا ہے کہ آپ نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی بھی زیارت کی ہے اور اس بات کی تصدیق علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

اسی طرح ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے ان دو صحابہ کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ کا انتقال امام صاحب کی ولادت کے بعد ہوا اور آپ کی ملاقات ان سے کئی طریقوں سے ثابت ہے۔

(ج): حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی مع کنیت یوں ہے: الامام الحافظ ابو جعفر احمد بن سلامہ الطحاوی الحنفی۔

خصوصیات شرح معانی الآثار: شرح معانی الآثار کو کتب حدیث میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے اور یہ فن حدیث کی عظیم اور معتبر کتاب ہے۔

اس کتاب میں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف احادیث جمع فرمائیں بلکہ اس تصنیف سے اصل مقصد مسلک احناف کی تائید کرنا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کسی بھی شرعی مسئلہ میں قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہیں۔

علاوہ ازیں اس کتاب میں انہوں نے مذہب حنفی پر عقلی دلائل بھی دیے ہیں، جن سے مخالفین کے نقطۂ نظر کی تضعیف واضح ہو جاتی ہے اور متعدد مقامات پر احادیث مبارکہ پر فنی حیثیت سے بھی کلام کرتے نظر آتے ہیں اور مخالفین کی پیش کردہ روایات پر فن اسماء رجال کے اعتبار سے جرح کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن سے صحاح ستہ کی کتب بھی خالی نظر آتی ہیں۔

سوال نمبر 4: (الف): جامع ترمذی کا صحاح ستہ میں مقام ودرجہ بیان کریں؟

(ب): سنن ابن ماجہ کی خصوصیات لکھیں؟

(ج): امام محمد بن حسن الشیبانی کا مختصر تعارف لکھیں اور ان کی کسی چار کتابوں کے نام لکھیں؟

جواب: (الف): جامع ترمذی کا مقام ودرجہ:

جامع ترمذی کو احادیث کی کتابوں میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ صحت احادیث و قوت سند کے لحاظ سے جامع ترمذی کا مرتبہ نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے۔

درجہ کے اعتبار سے صحاح کی کتابوں میں پانچویں درجہ میں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ترمذی طبقہ رابعہ سے اصالۃً حدیث نقل کرتے ہیں جبکہ نسائی اور ابوداؤد رحمہما اللہ اصالۃً روایت نہیں کرتے صرف اس طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں امام ترمذی ضعفاء ومجہولین کے پانچویں طبقہ سے بھی روایت قبول کر لیتے ہیں جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے بالکل روایت قبول نہیں کرتے۔ لیکن حسن ترتیب اور حدیث وفقہ کے متعدد علوم کے مشمول اور افادیت کے لحاظ سے جامع ترمذی کو سنن نسائی اور سنن ابوداؤد پر تقدیم حاصل ہے۔

(ب): خصوصیت سنن ابن ماجہ:

کتب حدیث میں سنن ابن ماجہ عوام وخواص میں بہت ہی شہرت کی حامل ہے۔ اور کتب حدیث میں امتیازی اہمیت کی شان رکھتی ہے کیونکہ اس کا شاندار اسلوب اور روایت کا حسن انتخاب اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ ابواب کی فقہی رعایت سے ترتیب احادیث سے مسائل کے واضح استنباط اور تراجم ابواب کی احادیث سے بغیر کسی الجھن کے مطابقت نے بھی سنن ابن ماجہ کے حسن میں اضافہ کر دیا ہے۔

سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ کی آخری کتاب شمار کیا گیا ہے، بعد از شمولیت ہر دور میں اس کی افادیت وشہرت کا ستارہ چمکتا رہا۔ اگرچہ کچھ کتب صحت وقوت کے اعتبار سے سنن ابن ماجہ پر فوقیت رکھتی ہیں مگر اس کے باوجود جو شہرت سنن ابن ماجہ کو حاصل ہوئی ان کو نہ ہوئی اور حواشی وشروح کے لحاظ سے بھی سنن ابن ماجہ پر زیادہ کام ہوا بخلاف دوسری کتب کے۔

(ج) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات:

نام: محمد، والد کا نام: حسن، کنیت: عبداللہ، نسبت: نسبت کے لحاظ سے شیبانی کہلاتے

ہیں۔تاریخ پیدائش: 132ھ کو عراق کے شہر ''واسط'' میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی حالات زندگی: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی تعلیم کے ساتھ بہت شغف تھا چنانچہ آپ نے تحصیل فقہ کے لیے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شاگردی اختیار کی اور امام اعظم چونکہ حاکم منصور کی جبریت کا شکار ہو کر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے۔اس لیے آپ نے جیل میں ہی ان سے تحصیل فقہ کی۔ان کی وفات کے بعد آپ نے تکمیل فقہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور حدیث کی کتاب ''مؤطاء'' پڑھنے کے لیے آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے درس حدیث لیا۔

ذوق علمی کا میدان ہو یا فصاحت و بلاغت کا اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں آپ کو ممتاز حیثیت سے نوازا تھا۔کتاب اللہ سے مسائل کے استنباط میں آپ کو کمال درجہ کا ملکہ حاصل تھا۔تمام زندگی اپنے علم کی روشنی سے عالم اسلام کو روشن کرتے رہے۔بالآخر 189ھ کو علم کی روشنی بکھیرنے والا یہ آفتاب اس دنیا فانی سے غروب ہو گیا۔

آپ کی تصنیف کردہ کتب میں سے پانچ کے نام درج ذیل ہیں:

1- کتاب المؤطا۔

2- الجامع الکبیر۔

امع الصغیر۔

4- السیر الکبیر۔

5- السیر الصغیر۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية والاسلامية

"السنة الأولىٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الأولىٰ: العقائد والكلام﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول...... عقائد نسفی

سوال نمبر 1: (۱) اشیاء کی حقیقتوں کے ثابت ہونے کے بارے میں اختلاف کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

(۲) حواس کا مفرد ذکر کریں نیز بتائیں کہ حواس خمسہ کون کون سے ہیں ان میں سے کسی دو کی تشریح کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) ذات باری تعالیٰ کی کوئی آٹھ صفات بیان کریں؟ (۱۰)

(۲) قرآن کی تعریف قلمبند کریں نیز قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے بارے میں اپنا مذہب سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) عذاب قبر کے ثبوت پر قرآن و حدیث۔ ایک ایک دلیل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) ایمان کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ کیا ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی...... الحق المبین

سوال نمبر 4: علماء اہل سنت پر تکفیر کے الزامات کا جواب تحریر کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 5: افضلیت و اصالت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع نوٹ تحریر کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 6: اہل سنت اور اہل دیوبند کے مذہب کے مابین موازنہ (فرق) بیان کریں؟ (۲۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿پہلا پرچہ: عقائد وکلام﴾

القسم الاوّل...... عقائد نسفی

سوال نمبر 1: (ا) اشیاء کی حقیقتوں کے ثابت ہونے کے بارے میں اختلاف کی وضاحت کریں؟

(۲) حواس کا مفرد ذکر کریں نیز بتائیں کہ حواس خمسہ کون کون سے ہیں ان میں سے کسی دو کی تشریح کریں؟

جواب: (ا) حقائق اشیاء کے ثابت ہونے میں اختلاف اور اسکی وضاحت:

جس چیز کے بغیر کسی چیز کا تصور حاصل نہ ہو، وہ اس کی حقیقت ہے مثلاً انسان کی حقیقت ہے: **حیوان ناطق**۔ وہ چیز جس کے بغیر اس کا تصور حاصل ہو جائے، انہیں اس کے عوارض کہا جاتا ہے مثلاً انسان کے لیے: ضاحک اور کاتب۔ چونکہ ان امور کے علاوہ بھی انسان کا تصور حاصل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حقائق ثابت ہیں، اس لیے جس چیز کی حقیقت ثابت نہ ہو وہ ثابت بھی نہیں ہو سکتی۔ ان حقائق کا علم بھی ثابت ہے۔ معلوم ہوا کہ حقائق اشیاء ثابت ہیں مگر سوفسطائیہ (فرقہ) اس کا انکار کرتا ہے۔ اس (فرقہ) کے خیالات اور افکار وہم وشبہ پر مشتمل ہیں۔

(۲) حواس کا مفرد اور حواس خمسہ:

حواس، حس کی جمع ہے۔ جس کا معنیٰ ہے محسوس کرنا۔ حواس پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) سمع (سننے کی قوت) (۲) بصر (دیکھنے کی قوت) (۳) شم (سونگھنے کی قوت)
(۴) ذوق (چکھنے کی قوت) (۵) لمس (چھونے کی طاقت)

حواس خمسہ میں سے دو کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱-سمع: سننے کی طاقت مثلاً کان، کیونکہ صرف اس کے ساتھ سنا جاتا ہے۔

۲-بصر: دیکھنے کی قوت مثلاً آنکھ، کیونکہ صرف اس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2: (۱) ذات باری تعالیٰ کی کوئی آٹھ صفات بیان کریں؟
(۲) قرآن کی تعریف قلمبند کریں نیز قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے بارے میں اپنا مذہب سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ذات باری تعالیٰ کی صفات:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) قرآن کی تعریف:

وہ کلام الٰہی ہے، جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ اس کا نزول تقریباً تئیس سالوں میں مکمل ہوا۔ اس میں تیس پارے، ایک سو چودہ سورتیں اور چودہ سجدے ہیں۔ اس کی پہلی سورت سورہ فاتحہ اور آخری سورۃ الناس ہے۔

قرآن غیر مخلوق ہے: قرآن کلام الٰہی ہے، اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) کلام لفظی: قرآن کے الفاظ، جن کے ساتھ معانی و مفاہیم اور مضامین ادا کیے جاتے ہیں۔ یہ الفاظ چونکہ ہمارے لکھے ہوئے ہوتے ہیں، یہ مخلوق ہیں۔

(۲) کلام نفسی: یہ وہ مضامین واحکام ہیں جو الفاظ کے ذریعے بیان کیے جاتے ہیں، یہی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ غیر مخلوق ہے۔ یاد رہے ذات باری تعالیٰ کی طرح اس کی صفات بھی ازلی ہیں۔ لہٰذا یہ کلام الٰہی اس کی صفت اور غیر مخلوق ہے۔

سوال نمبر 3: (۱) عذاب قبر کے ثبوت پر قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل سپرد قلم

کریں؟
(۲) ایمان کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ کیا ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (۱) عذاب قبر پر قرآن وسنت سے ایک ایک دلیل:

عذاب قبر برحق ہے لیکن اس کی کیفیت مختلف ہوگی، کافر کے لیے نہایت شدید اور مسلمان کے لیے نامہ اعمال کے مطابق یعنی نیک کے لیے معمولی اور فاسق و نافرمان کے لیے قدرے سخت۔ قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل درج ذیل ہے:

۱-ارشاد ربانی ہے: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ (الاعراف: ۸) قیامت کے دن وزن حق ہے۔

۲-حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه (الحدیث) "تم پیشاب سے بچو، کیونکہ عذاب قبر عموماً اسی وجہ سے ہوتا ہے۔"

(۲) ایمان کی تعریف اور اس کے کم یا زیادہ ہونے کا مسئلہ:

لفظ ایمان کا لغوی معنی تصدیق کرنا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں اسلامی عقائد و نظریات کو دل سے تسلیم کرنے کا نام ہے۔ زبان سے تصدیق کرنا قلبی تصدیق کا اظہار ہوتا ہے، ایمان اور اسلام دونوں مترادف ہیں۔

ایمان ایک خاص کیفیت کا نام ہے، اس میں کمی و اضافہ نہیں ہوسکتا۔ تاہم اعمال کے کم وبیش ہونے کی وجہ سے ایمان کے کم وزیادہ ہونے کا تصور کیا جاتا ہے، جو درست نہیں۔ اعمال کی کثرت دیکھ کر کسی شخص کو زیادہ ایماندار اور قلیل اعمال دیکھ کر اسے کم ایمان والا ہے، جو حقیقت کے خلاف ہے۔

القسم الثانی ...... الحق المبین

ہل سنت پر تکفیر کے الزامات کا جواب تحریر کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 5: افضلیت واصالت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: افضلیت واصالتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات اور افضل المرسلین علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے فیض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا، جو کائنات کی تخلیق کا باعث بنا۔ رب کائنات نے اس بارے میں ارشاد فرمایا: قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ۔ ''بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا اور روشن کتاب۔'' اس آیت میں نور سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔

عالم ارواح میں رب کائنات نے تمام انبیاء کی ارواح کو جمع فرمایا اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ اے گروہ انبیاء! تمہارے دنیا میں جانے کے بعد تمہارے زمانہ میں میرے آخری پیغمبر مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی معاونت کرنا تمہارے لیے ضروری ہوگا۔ کیا تم لوگ اس بارے میں مجھ سے اقرار و وعدہ کرتے ہو؟ سب نے عرض کیا: ہاں، ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی معاونت بھی کریں گے۔

تخلیق کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی بیوی حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں رہنے لگے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خصوصی ہدایت یہ کی گئی تھی کہ تم جنت کی ہر چیز سے استفادہ کر سکتے ہو لیکن اس درخت کے قریب تک نہ جانا۔ ان سے خطاء اجتہادی ہوئی، مذکورہ درخت کا پھل کھالیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں جنت سے زمین پر اتار دیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی اجتہادی خطا کا احساس ہوا اور پریشان ہو گئے۔ آنسو بہانا شروع کر دیے اور زار و قطار روتے رہے۔ ساڑھے تین سو سال کا زمانہ بیت گیا۔ ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے توبہ قبول کرنے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا: اے آدم! تم اس ذات کو

کیسے جانتے ہو؟ عرض کیا: جب میری تخلیق مکمل ہوئی اور مجھ میں روح پھونکی گئی تو میں نے عرش اعظم پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس ذات کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے، اللہ کی بارگاہ میں اس کا بہت مقام ہوگا۔ حکم ہوا: اے آدم! بات اسی طرح ہی ہے۔ اگر اس ذات کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ تاہم آپ کی خطاء اجتہادی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے معاف کر دی گئی۔

انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ میں اپنی قوم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری، کمالات اور صفات بیان کرتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں جلوہ گر ہوئے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کئی کرامات وصفات کا ظہور ہوا۔ معراج کے موقع پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے مسجد اقصیٰ میں آپ کا استقبال کیا اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

یہ تمام واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصالت، سید المرسلین اور افضل واعلیٰ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

سوال نمبر 6: اہل سنت اور اہل دیوبند کے مذہب کے مابین موازنہ (فرق) بیان کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف

تنظيم المدارس لأهل السنة باكستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية والاسلامية

"السنة الأولىٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الثانية: الميراث﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات   مجموع الأرقام:۱۰۰

آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (۱) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) اس علم کو علم الفرائض کہنے کی وجہ تحریر کریں نیز اس کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) موانع ارث تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) استحقاق وراثت میں تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے عصبات کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) ذوی الارحام کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ ۱۵

(۲) تصحیح کی تعریف کریں نیز تصحیح کے کوئی دو طریقے تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) باپ کے کل کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ۱۵

(۲) حقیقی بہنوں کے کل کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل ورثاء میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ (صرف چار اجزاء کا حل مطلوب ہے) ۴×۱۰=۴۰

(۱) میت

خاوند   ماں   حقیقی بھائی

(۲) میت

خاوند   والد   والدہ

(۳) میت

۲ علاتی بہنیں   چچا

(۴) میت

بیوہ   بیٹی   حقیقی بہن

(۵) میت

زوجہ   بیٹی

(۶) میت

حقیقی بہن   ماں   بیٹا

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿دوسرا پرچہ: المیراث﴾

سوال نمبر 1: (الف) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟
(ب) اس علم کو علم الفرائض کہنے کی وجہ تحریر کریں نیز اس کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: (الف) علم الفرائض کی تعریف:

وہ علم ہے جس سے میت کے ورثاء کا شرع کی طرف سے مقرر کردہ حصہ معلوم ہو۔ خواہ وہ حصہ بطور فرض ہو یا عصبہ یا بطور رد۔

موضوع: ترکہ اور میت

غرض: ترکہ میت، میت کے ورثاء میں ان کے حقوق کے مطابق تقسیم کرنے کی قدرت حاصل کرنا ہے۔

(ب) اس کو علم الفرائض کہنے کی وجہ:

فرائض فریضہ کی جمع ہے جس کے لغوی معانی کئی ہیں: ☆ اندازہ کرنا ☆ کاٹنا ☆ بغیر عوض کوئی چیز دینا ☆ اتارنا ☆ بیان کرنا ☆ حلال کرنا۔ چونکہ یہ علم ان تمام معانی پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے اس کو علم الفرائض کہتے ہیں۔

فضیلت: اس علم کی فضیلت میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تعلموا الفرائض وعلموها فانها نصف

العلم ۔"

یعنی تم علم فرائض سیکھو اور دوسروں کو سیکھاؤ، کیونکہ یہ آدھا علم ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) موانع ارث تفصیلاً تحریر کریں؟
(ب) استحقاق وراثت میں تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے عصبات کی تفصیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) موانع ارث: جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں؟

(ب) عصبات کی تفصیل

اولاً عصبات کی دو قسمیں ہیں:

۱-عصبہ نسبی۔ ۲-عصبہ سببی جیسے: مولیٰ عتاقہ۔

عصبہ نسبی کے ہوتے ہوئے سببی کو کچھ نہیں ملے گا۔

پھر عصبات نسبیہ کی تین اقسام ہیں:

۱-عصبہ فی نفسہ۔ ۲-عصبہ بغیرہ۔ ۳-عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ سے مراد ہر وہ مذکر ہے کہ جب ہم اس کی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں عورت کا واسطہ نہ آئے۔ یہ چار قسم کے ہوتے ہیں:

۱-میت کی جز یعنی بیٹے اگرچہ نیچے تک۔ ۲-میت کا اصل یعنی باپ، دادا اوپر تک
۳-میت کے باپ کی جز یعنی بھائی۔ ۴-میت کے دادا کی جز یعنی چچا۔

جس کو زیادہ قرابت حاصل ہوگی وہ کم قرابت والے کو محروم کردے گا۔

عصبہ بغیرہ: یعنی جو غیر کی وجہ سے عصبہ بنے وہ چار عورتیں ہیں، جن کا حصہ قرآن پاک میں نصف، ثلثان مقرر ہے۔ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں۔

عصبہ مع غیرہ جو غیر کے ساتھ مل کر عصبہ بنے۔ یہ ہر وہ عورت ہے، جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہے جیسے: بہن، بیٹی کے ساتھ۔

سوال نمبر 3: (الف) ذوی الارحام کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟
(ب) تصحیح کی تعریف کریں نیز تصحیح کے کوئی دو طریقے تحریر کریں؟

جواب: (الف) ذوی الارحام کی اقسام:

ذوی الارحام کی چار اقسام ہیں:

۱- جو میت کی طرف منسوب ہوں اور وہ بیٹیوں کی اولاد یعنی نواسیاں اور بیٹوں کی اولاد ہے۔

۲- جن کی طرف میت منسوب ہوتی ہے۔ وہ اجداد فاسدہ ہیں جو ذوی الفروض میں ساقط ہو گئے جیسے: نانا، اس کا باپ اوپر تک۔ اوپر تک کی وہ جدات فاسدہ جو ذوی الفروض میں ساقط ہو گئیں جیسے: نانی، اس کی ماں، اس کی ماں، اوپر تک۔

۳- وہ رشتہ جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہو جیسے: بہنوں کی اولاد۔ نیچے اسی طرح بھائیوں کی بیٹیاں خواہ جیسی بھی ہوں۔

۴- وہ رشتہ دار جو میت کے دو دادا (دادا، نانا) اور دو دادیاں (دادی، نانی) کی طرف منسوب ہوں جیسے: پھوپھیاں اور چچے بھی اسی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ میت کے باپ کے بھائی ہوتے ہیں۔

(ب) تصحیح کی تعریف

ایسا چھوٹا عدد حاصل کرنا کہ جس سے ہر وارث کا حصہ بلا کسر صحیح طور پر نکل آئے۔

دو طریقے: ☆ اگر حصے ہر فریق پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہوں بغیر کسر کے تو پھر کسی ضرب کی ضرورت نہیں جیسے: والدین، دو بیٹیاں۔

☆ اگر کسر ایک گروہ پر آ رہی ہو لیکن ان کے حصوں اور رؤس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو جس فریق پر کسر واقع ہو رہی ہے اس رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اگر وہ عائلہ نہ ہو۔ مسئلہ عولی ہو تو عدل میں ضرب دیں گے جیسے: والدین، دس بیٹیاں۔ عدل کی مثال زوج اور والدین، چھ بیٹیاں۔

سوال نمبر 4: (الف) باپ کے کل کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟
(ب) حقیقی بہنوں کے کل کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟

جواب: (الف) باپ کی حالتیں:

باپ کی حالتیں تین ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- سدس: جب میت کی اولاد ہو۔

۲- سدس مع العصبہ: جب میت کی اولاد مؤنث ہو۔

۳- محض عصبہ: جب اولاد میت نہ ہو۔

(ب) حقیقی بہنوں کے حالات:

حقیقی بہنوں کے حالات پانچ ہیں:

۱- نصف: جب ایک ہو۔

۲- دو ثلث: جب دو یا دو سے زیادہ ہوں۔

۳- حقیقی بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ۔

۴- بیٹوں یا پوتیوں کے ساتھ مل کر عصبہ۔

۵- سقوط: جب میت کے بیٹے یا پوتے اگرچہ نیچے تک ہوں۔

سوال نمبر 5: درج ذیل ورثاء میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ (صرف چار اجزاء کا حل مطلوب ہے)

(۱) میت

	خاوند	ماں	حقیقی بھائی
جواب: حل:	½	1/3 مابقی	عصبہ

(۲) میت

	خاوند	والد	والدہ
جواب: حل:	½	1/6 مع العصبہ	½ مابقی

(۳) میت

۲ علاتی بہنیں	چچا
جواب: حل: 2/3	عصبہ

(۴) میت

بیوہ	بیٹی	حقیقی بہن
جواب: حل: 1/8	½	عصبہ مع البنت

(۵) میت

زوجہ	بیٹی
جواب: حل: 1/8	½

(۶) میت

حقیقی بہن	ماں	بیٹا
جواب: حل: ساقط	1/6	عصبہ

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية و الاسلامية

"السنة الأولیٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الثالثة: الفقه﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: لاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامرأتین عدولا كانا او غیر عدول او محدودین فی القذف

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ قید کا فائدہ تحریر کریں؟ (۲۰)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں امام مالک اور باقی ائمہ کا اختلاف ہے؟ آپ اس کی وضاحت کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: ولایجوز اجبار البکر البالغة علی النکاح خلافا للشافعی له الاعتبار بالصغیرة وهذا لأنها جاهلة بامر النکاح لعدم التجربة ولهذا یقبض الاب صداقها بغیر امرها

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) باکرہ بالغہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کر دینا کیسا ہے؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: الکفاءة فی النکاح معتبرة قال علیه الصلوٰة والسلام: "ألا

یزوج النساء الا الأولیاء ولایزوجن الا من الاکفاء"

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور کفاءۃ کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۱۰)

(۲) وہ کون سے امور ہیں، جن میں احناف کے نزدیک کفاءۃ معتبر ہے؟ (۲۰)

سوال نمبر 4: (۱) مہر مثلی، خلوت صحیحہ اور نکاح فاسد کی تشریح کریں؟ (۱۵)

(۲) طلاق احسن، طلاق سنت اور طلاق بدعت کی تعریف کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: **لاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامرأتین عدولا کانا او غیر عدول او محدودین فی القذف**

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ قید کا فائدہ تحریر کریں؟

(۲) مذکورہ مسئلہ میں امام مالک اور باقی ائمہ کا اختلاف ہے؟ آپ اس کی وضاحت کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ:

ایسے دو گواہ جو عاقل، بالغ، مسلمان، دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، وہ عادل ہوں یا غیر عادل یا ان پر حد قذف جاری کی گئی ہو، کی موجودگی کے بغیر مسلمانوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

خط کشیدہ قید کا فائدہ: انعقاد نکاح کے لیے گواہوں کی موجودگی کے ضمن میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے "نکاح المسلمین" کے الفاظ لا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ان صفات کے حامل گواہوں کی موجودگی مسلمانوں کے نکاح کے لیے ضروری ہے اور غیر مسلموں کے نکاح کے لیے شرط نہیں ہے۔

(۲) مذکورہ بالا مسئلہ میں جمہور فقہاء اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان

اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اصل مسئلہ وہی ہے جو بیان ہوا ہے یعنی مسلمان کے نکاح کے لیے مذکورہ صفات کے حامل گواہوں کی موجودگی شرط ہے ورنہ نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہر نکاح خواہ مسلمان کا ہو یا غیر مسلمان کا، کے لیے مذکورہ صفات کے حامل دو گواہوں کا ہونا شرط ہے ورنہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 2: **ولا یجوز اجبار البکر البالغة علی النکاح خلافا للشافعی له الاعتبار بالصغیرة وهذا لأنها جاهلة بامر النکاح لعدم التجربة ولهذا یقبض الاب صداقها بغیر امرها**

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(۲) باکرہ بالغہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کر دینا کیسا ہے؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں۔

جواب ((۱) ترجمہ

غیر شادی شدہ بالغہ لڑکی کو نکاح کے لیے مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس میں اختلاف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اس کا حکم صغیرہ (نابالغ) لڑکی کا ہے۔ اس لیے کہ عدم تجربہ کی وجہ سے وہ نکاح کے معاملہ میں ناواقف ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کا باپ اس کا حق مہر وصول کر سکتا ہے۔

تشریح: جو لڑکی عاقلہ بالغہ غیر شادی شدہ ہو، وہ اپنے نفس کے حوالے سے خود مختار ہوتی ہے۔ لہٰذا اسے نکاح کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم نابالغہ غیر شادی شدہ کو شادی کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ یہ احناف کا مؤقف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک غیر شادی شدہ عاقلہ بالغہ لڑکی اور غیر شادی شدہ نابالغہ لڑکی دونوں کا حکم یکساں ہے، یعنی دونوں کو شادی کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے، کیونکہ نکاح کے معاملہ میں عدم تجربہ کے سبب دونوں کا ایک حکم ہے۔

(۲) باکرہ بالغہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر نکاح کے مسئلہ میں اختلاف آئمہ:

باکرہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کرنے سے منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا بلکہ نکاح فاسد ہوگا، کیونکہ عاقلہ بالغہ عورت اپنا نکاح کرنے میں خود مختار ہوتی ہے اور اس کی اجازت ضروری ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا، کیونکہ نابالغہ غیر شادی شدہ لڑکی اور عاقلہ بالغہ لڑکی دونوں کا حکم یکساں ہے۔ علاوہ ازیں وہ نکاح کے معاملات میں ناواقف ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کا حق مہر اس کی اجازت کے بغیر اس کا باپ بھی وصول کر سکتا ہے۔

سوال نمبر 3: **الکفاءة فی النکاح معتبرة قال علیه الصلوٰة والسلام: "ألا یزوج النساء الا الأولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء"**

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور کفاءۃ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(۲) وہ کون سے امور ہیں، جن میں احناف کے نزدیک کفاءۃ معتبر ہے؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت:

نکاح میں کفاءت معتبر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے نکاح صرف (ان کے) اولیاء کریں اور عورتیں کفاء (کفو) کا اعتبار کرتی ہوئی نکاح کریں۔

کفاءت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ: لفظ کفاءت کا لغوی معنیٰ ہے: ہم پلہ ہونا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: نکاح کے معاملہ میں عورت اور مرد کا ہم پلہ ہونا۔

(۲) احناف کے نزدیک جن امور میں کفاءت معتبر ہے؟

نکاح کے معاملہ میں زوجین کے مابین احناف کے نزدیک متعدد امور میں کفاءت معتبر ہے، جو درج ذیل ہیں:

(۱) حسب ونسب (۲) دین ومذہب (۳) تنگ دستی وخوشحالی (۴) پیشہ وخاندان۔

سوال نمبر 4: (۱) مہر مثلی، خلوت صحیحہ اور نکاح فاسد کی تشریح کریں؟

(۲) طلاق احسن، طلاق سنت اور طلاق بدعت کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) ۱- مہر مثلی: وہ مہر ہے، جو کسی عورت کی بہنوں، پھوپھیوں اور اس کی چچازاد بہنوں کا ہو۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس خاتون کو اس کے خاندان کی عورتوں کی مثل مہر ملے گا جس میں کمی واضافہ نہیں ہوگا۔

۲- خلوت صحیحہ: شوہر کو اپنی بیوی سے جماع کرنے کا موقع میسر آنا، خلوت صحیحہ کہلاتا ہے۔

۳- نکاح فاسد: نکاح فاسد کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) گواہوں کے بغیر نکاح کرنا۔

(۲) زوجہ کو طلاق بائنہ کے بعد اس کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کرنا۔

(۳) چوتھی بیوی کی عدت کے دوران پانچویں خاتون سے نکاح کرنا۔

(ب): جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس لأهل السنة باكستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية والاسلامية

"السنة الأولى" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الرابعة: لمسند الامام الاعظم، ولآثار السنن﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل ...... لمسند امام اعظم

سوال نمبر 1: عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه قيل فمن مات صغيرا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الله اعلم بما كانوا عاملين ۔

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہودی اور نصرانی کسے کہتے ہیں؟ ۱۰

(۲) کفار کی نابالغ اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا کافر اور دوزخی ہیں یا مؤمن اور جنتی؟ اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: عن انس بن مالك قال قلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لمن تشفع يوم القيامة قال لأهل الكبائر واهل العظام واهل الدماء

(۱) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ اہل الکبائر اور اہل العظام سے کیا مراد ہے؟ کوئی دو احتمال تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) کافر اور مخلد فی النار کے لیے شفاعت ہوگی یا نہیں؟ نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جواب دیں؟ (۱۵)

سوال نمبر3: عن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) مذکورہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے یا مردوں عورتوں سب کے لیے؟ نیز بتائیں کہ کون سا علم فرض عین ہے اور کون سا فرض کفایہ؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی...... لآثار السنن

سوال نمبر4: عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا صلوٰة لمن لم يقرء بفاتحة الكتاب

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) نماز میں فاتحہ کی قرأت فرض ہے یا واجب؟ اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر5: عن ابى سلمة رضى الله عنه عن ابى هريرة رضى الله عنه انه كان يصلى بهم فيكبر كلما خفض ورفع فاذا انصرف قال انى لاشبهكم صلوة برسول الله صلى الله عليه وسلم

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی صرفی بحث تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) رکوع وسجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر واجب ہے یا سنت یا مشروع؟ اس بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر6: عن ابن عمر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار قبرى وجبت له شفاعتى.

(۱) مذکورہ حدیث پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کی فضیلت وترغیب پر ایک مضمون قلمبند کریں؟ (۱۵)

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿پرچہ چہارم: مسند امام اعظم وآثار السنن﴾

القسم الاوّل...... لمسند امام اعظم

سوال نمبر1: عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه قيل فمن مات صغيرا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الله اعلم بما كانوا عاملين.

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہودی اور نصرانی کسے کہتے ہیں؟

(۲) کفار کی نابالغ اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا کافر اور دوزخی ہیں یا مؤمن اور جنتی؟ اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی بنا لیتے ہیں یا نصرانی بنا لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! جو بچے بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔

یہودی ونصرانی سے مراد: یہودی سے مراد وہ شخص ہے، جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا پیروکار ہو۔ نصرانی سے مراد وہ آدمی ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیروکار ہو۔

(۲) کفار ومشرکین کے نابالغ بچوں کے بارے میں اقوال:

کفار ومشرکین کے فوت ہونے والے نابالغ بچے جہنم میں جائیں گے یا جنت میں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے پانچ اقوال ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- وہ بچے جنت میں جائیں گے، کیونکہ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوئے اور انہوں نے شرک وغیرہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

۲- اہل جنت کے خدام کی حیثیت سے جنت میں جائیں گے۔

۳- علم الٰہی کے مطابق جو بچے بڑے ہو کر اعمال صالحہ کرنے والے تھے، وہ جنت میں جائیں گے اور جو شرک وکفر کے مرتکب ہونے والے تھے، وہ دوزخ میں جائیں گے۔

۴- وہ جنت میں نہیں جائیں گے، کیونکہ انہوں نے اہل جنت کا کوئی عمل نہیں کیا۔ وہ دوزخ میں بھی نہیں جائیں گے، کیونکہ انہوں نے اہل دوزخ کا بھی کوئی عمل نہیں کیا۔ تاہم وہ مقام ''اعراف'' میں ہوں گے جو جنت ودوزخ کے درمیان ہے۔

مشرکین کے بچوں کے بارے میں مذاہب آئمہ:

کفار ومشرکین کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر موقوف ہے' کیونکہ ہم انہیں نہ جنتی قرار دے سکتے ہیں اور نہ جہنمی۔ فقہائے مالکیہ کا نظریہ ہے کہ کفار ومشرکین کے بچے والدین کے تابع ہو کر دوزخ میں جائیں گے اور مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کے تابع ہو کر جنت میں جائیں گے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ان بچوں کے معاملہ میں توقف وسکوت بہتر ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو جواب دیا اس میں دونوں پہلو یکساں ہیں یعنی نہ تو کسی پہلو کی تصریح ہے اور نہ ترجیح۔ لہٰذا توقف اختیار کرنا بہتر ہوگا۔

سوال نمبر 2: **عن انس بن مالك قال قلنا يا رسول الله صلى الله عليه**

وسلم لمن تشفع يوم القيامة قال لأهل الكبائر واهل العظام واهل الدماء

(۱) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ **اهل الكبائر** اور **اهل العظام** سے کیا مراد ہے؟ کوئی دو احتمال تحریر کریں؟

(۲) کافر اور مخلد فی النار کے لیے شفاعت ہوگی یا نہیں؟ نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کس کی شفاعت کریں گے؟

آپ نے جواب میں فرمایا: اہل کبائر، اہل عظام اور اہل دم کی۔

اہل کبائر اور اہل عظام سے مراد: اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل الکبائر اور اہل العظام میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً بعض محدثین کے نزدیک اہل الکبائر اور اہل العظام میں کوئی فرق نہیں یعنی دونوں ایک ہی ہیں، اس صورت میں اہل العظام کو اہل الکبائر کی تفسیر قرار دیا جائے گا۔ ثانیاً اہل الکبائر سے مراد حقوق اللہ کو پامال کرنے والے اور اہل العظام سے مراد حقوق العباد کے مجرم ہیں۔ ثالثاً تعمیم بعد تخصیص ہے۔ وہ اس طرح کہ اہل الکبائر سے مراد صرف کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگ ہیں جبکہ اہل العظام سے مراد کبیرہ اور صغیرہ دونوں کے مرتکب لوگ۔ رابعاً تخصیص بعد التعمیم ہے یعنی اہل الکبائر سے مراد کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگ ہوں جبکہ اہل العظام سے مراد مخصوص کبیرہ گناہوں کے مرتکب جن میں نافرمانی کے علاوہ بے حیائی بھی شامل ہو مثلاً ترک نماز اور زنا کاری وغیرہ۔

۲- کفار ومخلد فی النار کی شفاعت کا مسئلہ:

ہر مسلمان خواہ نیکوکار ہو یا بدکار، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے اور آپ کی شفاعت مفید ونافع ثابت ہوگی۔ اس کے برعکس کفار واہل جہنم کی شفاعت نہیں ہوگی۔ قرآن وحدیث کی نصوص سے ثابت ہے کہ آخرت میں اجر و

ثواب کے مستحق اہل اسلام ہوں گے اور دائمی عذاب وعقاب اور شفاعت سے محروم کفار و مشرکین ہوں گے۔

سوال نمبر 3: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) مذکورہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے یا مردوں عورتوں سب کے لیے؟ نیز بتائیں کہ کون سا علم فرض عین ہے اور کون سا فرض کفایہ؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (۱) اعراب وترجمہ:

اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۲- جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔

القسم الثانی ..... لآثار السنن

سوال نمبر 4: عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(۲) نماز میں فاتحہ کی قرأت فرض ہے یا واجب؟ اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سورہ فاتحہ کی قرأت نہ کی تو اس کی نماز نہیں ہے۔

تشریح: حدیث ہذا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی

قرأت فرض ہے اور اس کی قرأت کے بغیر نماز درست نہیں ہے۔ یہ حدیث امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی دلیل ہے، کیونکہ ان کے نزدیک نماز کی ہر رکعت میں قرأت فاتحہ فرض ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورہ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔

۲- سورہ فاتحہ کی قرأت میں مذاہب آئمہ:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے اگر کوئی آدمی سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ چنانچہ اسی حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے' کیونکہ حدیث نے صراحت کے ساتھ ایسے آدمی کی نماز کی نفی کی ہے جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام صاحب فرماتے ہیں: یہاں نفی کمال مراد ہے یعنی سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ادا تو ہوجاتی ہے مگر مکمل طور پر ادا نہیں ہوتی۔ (کیونکہ سجدہ سہو کے ساتھ ہوگی) اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط (73المزمل:20) (یعنی قرآن میں سے جو پڑھنا آسان ہووہ پڑھو) اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلق قرآن کی کوئی بھی سورۃ یا آیتیں پڑھنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک اعرابی کو نماز کے سلسلے میں یہ تعلیم فرمائی تھی: فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ معک مِنَ الْقُرْاٰنِ (یعنی تمہارے لیے قرآن میں سے جو کچھ پڑھنا آسان ہووہ پڑھو) بہر حال احناف کے مذہب کے مطابق نماز میں جس فرض کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی قرآن کی ایک آیت یا تین آیتوں کا پڑھنا ہے خواہ سورہ فاتحہ ہو یا دوسری کوئی سورۃ اور سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اس کے بغیر نماز ناقص ادا ہوتی ہے۔

سوال نمبر 5: عن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ کان یصلی بھم فیکبر کلما خفض ورفع فاذا انصرف قال انی

لاشبهكم صلوة برسول الله صلى الله عليه وسلم

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی صرفی بحث تحریر کریں؟

(۲) رکوع وسجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر واجب ہے یا سنت یا مشروع؟ اس بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے انہیں نماز پڑھائی تھی تو نیچے جاتے اور اوپر اٹھتے وقت تکبیر کہی تھی۔ (نماز سے) فارغ ہو کر انہوں نے فرمایا: میں نماز کے لحاظ سے تم سے زیادہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ ہوں۔

لَاَشْبَهُكُمْ کی صرفی بحث: لام برائے تاکید ہے۔ اشبہ فعل ثلاثی مجرد سے واحد مذکر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اسم تفضیل کے استعمال کے چار طریقے ہیں: (۱) اضافت کے ساتھ (۲) مِنْ کے ساتھ (۳) فِیْ کے ساتھ (۴) الف لام کے ساتھ۔ یہاں پہلی صورت یعنی اضافت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔

(۲) رکوع وسجدہ جاتے اور ان سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہنے کی شرعی حیثیت:

دوران نماز رکوع وسجدہ جاتے وقت اور ان سے سر اٹھاتے وقت احناف کے نزدیک تکبیر کہنا واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ زیر بحث حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے۔

سوال نمبر 6: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ ۔

(۱) مذکورہ حدیث پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کی فضیلت وترغیب پر ایک مضمون قلمبند کریں؟

جواب: (۱) عبارت حدیث پر اعراب اور ترجمہ

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے روضہ اطہر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت (قیامت کے دن) واجب ہو گئی۔

(۲) روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی فضیلت وترغیب:

زمین وآسمان کے ہر مقام حتیٰ کہ کعبہ مبارکہ سے بھی افضل واعلیٰ وہ مقام ہے جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے سفر کرنا تمام سفروں سے افضل ہے، کیونکہ ایمان کا تقاضا ہے کہ امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اپنے گناہ بخشوائے۔ قرآن کریم میں صراحتاً موجود ہے کہ اے مسلمانو! جب تم اپنی جانوں پر ظلم وزیادتی کر لو تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاؤ، اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ آپ کے وصال کے بعد آج تک جاری وساری ہے۔

علاوہ ازیں کثیر احادیث مبارکہ ہیں، جن سے ثابت ہے کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باعث شفاعت وبخشش ہے۔ اس سلسلہ میں چند ایک احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱- جس شخص نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت کرنا واجب ہو گئی۔

۲- جس شخص نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

۳- بارگاہ رسالت میں ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت حاضر ہوتے ہیں، جو شام تک حاضر رہتے ہیں اور آپ کی خدمت میں درود وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ستر ہزار فرشتے شام کے وقت حاضر ہوتے ہیں جو صبح تک آپ کے حضور درود وسلام پیش کرتے رہتے ہیں۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر سے لے کر میرے منبر تک زمین کا حصہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية و الاسلامية

"السنة الأولیٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة الخامسة: للمؤطين﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... لمؤطا الامام مالك

سوال نمبر 1: عن زید بن اسلم عن رجل من بنی ضمرة عن ابیه قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن العقیقة فقال لا احب العقوق و کانه کره الاسم وقال من ولد له ولد فاحب ان ینسك عن ولده فلیفعل

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) عقیقہ میں کیسا جانور ذبح کیا جائے؟ نیز بتائیں کہ لڑکی اور لڑکے کے عقیقہ میں کیا فرق ہے؟ ۱۵

سوال نمبر 2: عن عبدالله بن عمر کان یقول لا رضاعة الا لمن ارضع فی الصغر ولا رضاعة لکبیر

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) اکثر مدت رضاعت کے بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: مالك عن ابن شهاب انه اخبره ان رجلا اعترف علی نفسه بالزنا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وشهد علی نفسه اربع مرات فامربه رسول الله صلی الله علیه وسلم فرجم

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) حد کا لغوی وشرعی معنی بیان کریں نیز بتائیں کہ اقرار کے لیے مجلس کا مختلف ہونا شرط ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی...... لمؤطا الامام محمد

سوال نمبر 4: عن ابن عمر انه کان اذا رعف رجع فتوضا ولم یتکلم ثم رجع فبنی علی ماصلی

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ نکسیر کے علاوہ اور کن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ ۱۵

(۲) وضو کی سنتیں تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: عن ابن عمر انه قال ما صلی علی عمر الا فی المسجد

(۱) ترجمہ کریں اور مسجد میں نماز جنازہ کے جواز وعدم جواز میں فقہاء کرام کا اختلاف قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۲) غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: ان ابن عمر کان یبعث بزکوۃ الفطر الی الذی تجمع عندہ قبل الفطر بیومین او ثلثة

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ صدقہ فطر عید سے پہلے ادا نہ کیا جائے تو ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) صدقہ فطر فرض ہے یا واجب؟ فقہاء کا اختلاف بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿پرچہ پنجم: مؤطین﴾

القسم الاوّل...... لمؤطا الامام مالك

سوال نمبر 1: عن زید بن اسلم عن رجل من بنی ضمرة عن ابیه قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن العقیقة فقال لا احب العقوق وکانه کرہ الاسم وقال من ولد له ولد فاحب ان ینسك عن ولدہ فلیفعل

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(۲) عقیقہ میں کیسا جانور ذبح کیا جائے؟ نیز بتائیں کہ لڑکی اور لڑکے کے عقیقہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 2: عن عبداللہ بن عمر کان یقول لارضاعة الا لمن ارضع فی الصغر ولا رضاعة لکبیر

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں؟

(۲) اکثر مدت رضاعت کے بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: بچپن میں شیر خوارگی (رضاعت) کا اعتبار ہوگا اور بڑا ہو جانے پر رضاعت کا

اعتبار نہیں ہوگا۔

(۲) کثرت مدت رضاعت کے بارے میں مذاہب آئمہ:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر3: مالك عن ابن شهاب انه اخبره ان رجلا اعترف على نفسه بالزنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهد على نفسه اربع مرات فامربه رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجم

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(۲) حد کا لغوی وشرعی معنی بیان کریں نیز بتائیں کہ اقرار کے لیے مجلس کا مختلف ہونا شرط ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص نے زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ارتکاب زنا کا اعتراف کیا اور چار بار اس نے اپنی ذات کے بارے میں گواہی دی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔

(۲) لفظ حد کا لغوی وشرعی معانی:

لفظ حد کا لغوی معنیٰ ہے: کسی چیز کا آخری حصہ یا انتہا۔ اس کا شرعی معنیٰ ہے: جرم کی وہ سزا جو قرآن وحدیث میں مقرر کی گئی ہے۔

اقرار زنا کے لیے مجلس کی حیثیت: جب کوئی شخص ارتکاب زنا کر لیتا ہے، پھر اس میں خوف خدا پیدا ہو گیا اور وہ اپنے نفس کے خلاف اقرار جرم کرتا ہے تو اقرار کے لیے مجلس واحد ہونا شرط ہے جبکہ مختلف مجالس میں کیے گئے اقرار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ حد صرف ایک مجلس میں اقرار کی صورت میں نافذ کی جائے گی۔

القسم الثانی...... لمؤطا الامام محمد

سوال نمبر4: عن ابن عمر انه كان اذا رعف رجع فتوضا ولم يتكلم ثم رجع فبنى على ماصلى

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ نکسیر کے علاوہ اور کن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(۲) وضو کی سنتیں تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ان کی نکسیر پھوٹتی تو وہ نماز سے پھر جاتے، وضو کرتے اور گفتگو نہ کرتے۔ پھر اپنی جگہ میں آ کر اپنی پڑھی ہوئی نماز پر بنا کرتے تھے۔

نواقض وضو: درج ذیل صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے:

۱- سبیلین سے کسی چیز کا برآمد ہونا (۲) ریح یعنی مرد وعورت کے پچھلے مقام سے ہوا کا خروج (۳) جسم کے کسی حصہ سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا (۴) منہ بھر قئے کرنا (۵) کروٹ پر یا چت لیٹنے کے دوران نیند کا غلبہ ہونا (۶) مرض وغیرہ کی وجہ سے بے ہوش ہونا (۷) مجنون یعنی دیوانہ ہو جانا (۸) رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

(۲) وضو کی سنتیں

وضو کی مشہور سنتیں سولہ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین چلو سے تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا (۷) دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۹) منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۱) جو اعضاء دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھونا، (۱۲) پورے سر کا ایک بار

مسح کرنا (۱۳) کانوں کا مسح کرنا (۱۴) ترتیب سے وضو کرنا کہ پہلے منہ اور پھر ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے پھر پاؤں دھوئے (۱۵) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا (۱۶) اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے دوسرا دھونے لگ جائے۔

سوال نمبر5: عن ابن عمر انہ قال ما صلی علی عمر الا فی المسجد

(۱) ترجمہ کریں اور مسجد میں نماز جنازہ کے جواز وعدم جواز میں فقہاء کرام کا اختلاف قلمبند کریں؟

(۲) غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی۔

مسجد میں نماز جنازہ کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ فقہ:

کیا مسجد میں نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ وممنوع ہے۔ آپ کی دلیل وہ روایات ہیں، جن میں صراحت ہے کہ مدینہ طیبہ میں جنازگاہ مسجد نبوی کے کچھ فاصلے پر بنائی گئی تھی، جس میں میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے، انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی گئی تھی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس روایت ودلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت عذر (بارش) پر محمول ہے۔

(۲) غائبانہ نماز جنازہ کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ:

کیا غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے نجاشی (شاہ حبشہ) کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ ان کی وفات پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ آپ نے ان روایات سے استدلال کیا ہے، جن سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی طرف سے نجاشی کی نماز جنازہ والی روایت کا جواب یوں دیا ہے:

۱- یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

۲- نجاشی کی میت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی، تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھا دی۔

سوال نمبر6: ان ابن عمر کان یبعث بزکوۃ الفطر الی الذی تجمع عندہ قبل الفطر بیومین او ثلثۃ

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ صدقہ فطر عید سے پہلے ادا نہ کیا جائے تو ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

(۲) صدقہ فطر فرض ہے یا واجب؟ فقہاء کا اختلاف بیان کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدالفطر کے دو یا تین دن قبل جس عامل کے پاس صدقہ فطر جمع کیا جاتا تھا، کے پاس صدقہ فطر بھیج دیا کرتے تھے۔

ایسے صدقہ فطر کا حکم جو نماز عیدالفطر سے قبل ادا نہ کیا جائے: صدقہ فطر ماہ رمضان کے روزوں کی تکمیل کے شکرانہ کے طور پر ادا کیا جاتا ہے، جس کا سبب عیدالفطر کی صبح صادق کا

وقت ہے۔ افضل یہ ہے کہ صدقہ فطر عید الفطر کا دن آنے سے قبل ادا کر دیا جائے یا نماز عید الفطر ادا کرنے سے قبل ادا کیا جائے۔ اگر کسی نے نماز عید الفطر سے قبل صدقہ فطر ادا نہ کیا، تو وہ اس کے ذمہ باقی رہے گا اور بعد میں ادا کرنا ضروری ہے۔ صدقہ فطر کے وجوب کے لیے عید الفطر کی صبح صادق کے وقت صاحب نصاب ہونا شرط ہے۔ صدقہ فطر کے احکام و مسائل اور مصارف وغیرہ زکوٰۃ والے ہیں۔ تاہم اس کے لیے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔

(۲) صدقہ فطر کے واجب یا فرض ہونے میں مذاہب آئمہ فقہ:

کیا صدقہ فطر واجب ہے یا فرض؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ یہ ہر اس مسلمان، عاقل، بالغ اور صاحب نصاب پر لازم ہوتا ہے، جو عید الفطر کے دن کا وقت صبح صادق پا لیتا ہے۔ اس کے ادا نہ کرنے والا گناہگار ہے اور انکار کرنے والا گمراہ و بے دین ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے۔ اس کے جملہ احکام و مسائل اور مصارف و ممنوعات زکوٰۃ والے ہیں۔ اس کی عدم ادائیگی سے انسان سخت گناہگار اور انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

شهادة العالمية فی العلوم العربية و الاسلامية

"السنة الأولیٰ" للبنات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿الورقة السادسة: لأصول الحديث﴾

الوقت المحدود: ثلث ساعات — **مجموع الأرقام: ۱۰۰**

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (۱) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے میں احادیث مبارکہ لکھی جاتی تھیں۔ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں؟ (۲۰)

(۲) علم حدیث کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ان میں سے ہر ایک کی تعریف اور موضوع سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریف تحریر کریں؟ ۳۰

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع (۴) متصل (۵) مدرج (۶) ضعیف (۷) غریب

سوال نمبر 3: (۱) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فتنہ خلق قرآن پر ایک نوٹ قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۲) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیث اور فقہ کے موضوع پر لکھی گئی کوئی پانچ کتب کے نام لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداءً شافعی تھے، ان کے حنفی مسلک اختیار کرنے کی وجہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم کا مکمل نام لکھیں دونوں کتابوں میں موازنہ کر کے ان میں سے ارجح کی نشاندہی کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: (ا) امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض خاص اصطلاحات کا استعمال کیا ہے آپ ان میں سے درج ذیل کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

فلان ذاهب الحديث، هذا حديث غريب، هذا حديث حسن

(۲) سنن ابی داؤد کی کوئی پانچ خصوصیات تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿چھٹا پرچہ: اصول حدیث﴾

سوال نمبر ۱: (ا) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے میں احادیث مبارکہ لکھی جاتی تھیں؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں۔

(۲) علم حدیث کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ان میں سے ہر ایک کی تعریف اور موضوع سپرد قلم کریں؟

جواب: (ا) دور رسالت وصحابہ میں تحریر وتدوین احادیث:

بلاشبہ دور رسالت اور صحابہ میں احادیث مبارکہ کا جہاں دور کیا جاتا تھا اور زبانی یاد کی جاتی تھیں وہاں ان کو لکھنے کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث مبارکہ لکھنے کا ذکر یوں کرتے ہیں:

> صحابہ میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ محفوظ نہیں تھیں سوائے حضرت عبداللہ بن عمرو کے، کیونکہ وہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (صحیح بخاری جلد:۱ص:۲۲)

۲- عمرو بن امیہ بیان کرتے ہیں:

> حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث کے بارے میں بحث ہوئی، تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور ہمیں احادیث مبارکہ کی

کتابیں دکھائیں اور فرمایا: یہ حدیث بایں الفاظ میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔

(ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح بخاری پ:ج:اص:۲۱۷)

۳۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ املاء کرایا کرتے تھے، جب تلامذہ میں اضافہ ہوگیا تو وہ اپنے گھر سے ایک رجسٹر لائے اور وہ ان کے سامنے رکھ دیا اور یوں کہا: یہ وہ احادیث مبارکہ ہیں جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھی تھیں۔ یہ میں آپ لوگوں پر پیش کر چکا ہوں۔

۴۔فتح مکہ کے موقع پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر مگر جامع خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ابوشاہ نامی ایک شخص بہت متاثر ہوا اور اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: اکتب لی یا رسول اللہ! یارسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اکتبوا لابی فلان۔ تم اس شخص کو یہ خطبہ لکھ دو۔ (صحیح بخاری، جلد:اص:۲۲)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ دور رسالت اور صحابہ میں نہ صرف صحابہ کرام احادیث مبارکہ لکھتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں احاطہ تحریر میں لانے کا حکم بھی دے رکھا تھا۔

(۲) علم حدیث کی اقسام، تعریف اور موضوع:

علم حدیث کی دو اقسام ہیں:

۱۔علم حدیث روایۃ: وہ علم ہے جس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔ اس کا موضوع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔

۲۔علم حدیث درایۃ: یہ وہ علم ہے جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بصورت رد یا قبول معلوم ہوں۔ اس علم کا موضوع راوی اور مروی عنہ ہیں۔

سوال نمبر 2: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریف تحریر کریں؟

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع (۴) متصل (۵) مدرج (۶) ضعیف (۷) غریب

جواب: مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا تذکرہ ہو۔

موقوف: وہ حدیث ہے جس میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا ذکر ہو۔

مقطوع: وہ حدیث ہے جس میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

متصل: وہ حدیث ہے جس کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہوا ہو۔

مدرج: وہ حدیث ہے جس کے متن میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

ضعیف: وہ حدیث ہے، جو صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

سوال نمبر 3: (۱) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فتنہ خلق قرآن پر ایک نوٹ قلمبند کریں؟

(۲) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیث اور فقہ کے موضوع پر لکھی گئی کوئی پانچ کتب کے نام لکھیں؟

جواب: (۱) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فتنہ خلق قرآن

۲۱۲ھ کا سال اہل اسلام، فقہاء اور آئمہ دین کے لیے صبر آزما اور امتحان کا سال تھا۔ اس سال کی خرافات اور فتنوں میں سے ایک عباسی خلیفہ مامون رشید کی طرف سے فتنہ "خلق قرآن" تھا۔ اس نے بغداد میں موجود اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم معتزلی کے نام ایک تحریری پیغام ارسال کیا کہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّا جَعَلْنَاہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا۔ اس ارشاد میں رب

کائنات نے قرآن کو مجعول قرار دیا، جس کا مطلب ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔ تم یہ عقیدہ علماء، فضلاء اور فقہاء میں بیان کرو۔ جو شخص قدم قرآن کا عقیدہ نہ رکھے، اس کا نام میرے پاس بھیج دو۔ جب یہ عقیدہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیان ہوا تو آپ نے نہ صرف اس کا انکار کیا بلکہ اس کی مخالفت بھی کی۔ چنانچہ قاضی اسحاق بن ابراہیم نے آپ کا نام مامون رشید کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ یہ نام ان کے پاس پہنچنے پر انہوں نے آپ کو قید کرنے پھر تائب نہ ہونے کی صورت میں آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو قید کیا گیا پھر حسب حکم خلیفہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔

(۲): جواب: جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2015ء ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: (۱) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداء شافعی تھے، ان کے حنفی مسلک اختیار کرنے کی وجہ سپرد قلم کریں؟

(۲) صحیح بخاری و صحیح مسلم کا مکمل نام لکھیں دونوں کتابوں میں موازنہ کر کے ان میں سے ارجح کی نشاندہی کریں۔

جواب: (۱) حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تبدیلی مسلک کی وجہ:

ابوجعفر حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداءً شافعی المسلک تھے۔ پھر وہ اپنا مسلک تبدیل کر کے حنفی المسلک ہو گئے تھے۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے شافعی مسلک کو خیر باد کہہ کر حنفی مسلک کیوں اختیار کیا؟ اس کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں لیکن ایک اہم ترین وجہ یہ ہے کہ آپ ایک دن اپنے استاذ گرامی سے تعلیم حاصل کر رہے تھے، اسی اثناء میں یہ مسئلہ سامنے آیا کہ اگر عورت فوت ہو جائے جبکہ اس کے پیٹ میں زندہ بچہ موجود ہو، تو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نہیں نکالا جائے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کا پیٹ چاک کر کے اس کا زندہ بچہ نکالا جائے گا۔ یہ مسئلہ پڑھ کر آپ نے تبدیلی مسلک کا فیصلہ کر لیا کہ جو مسلک مجھ جیسے آدمی کا محافظ نہیں ہے تو میں اسے کیسے قبول کر سکتا ہوں؟ دراصل آپ کی والدہ ماجدہ کا جب

انتقال ہوا تو آپ والدہ کے پیٹ میں تھے۔ فقہ حنفی کے مطابق پیٹ چاک کر کے آپ کو نکالا گیا تھا۔

(۲) صحیح بخاری و صحیح مسلم کے اصل نام:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور زمانہ تصنیف صحیح بخاری کا اصل نام ہے: الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ صحیح مسلم کا نام ہے: الجامع الصحیح للمسلم۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم کا موازنہ اور صحیح بخاری کا ارجح ہونا: صحیح بخاری کی احادیث، صحیح مسلم کی احادیث سے زیادہ قوی ہیں، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ طبقہ ثانیہ ''قلیل الملازمہ مع الشیخ'' سے روایات کا انتخاب کرتے ہیں جبکہ حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ طبقہ ثانیہ استیعاب فرماتے ہیں۔

۲۔ جن لوگوں سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرنے میں منفرد دکھائی دیتے ہیں، ان کی تعداد چار سو تیس ہے اور ان میں سے صرف اسی (۸۰) کو ضعیف قرار دیا گیا ہے جبکہ اس کے برعکس امام مسلم جن راویوں میں منفرد ہیں، ان کی تعداد چھ سو بیس ہے جبکہ ان میں سے ایک سو ساٹھ ضعیف شمار کیے جاتے ہیں۔

۳۔ صحیح بخاری کے جن راویوں کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو امام بخاری کے اساتذہ بھی ہیں، ان کے احوال سے خوب واقف تھے اور ان کے بارے میں پرکھنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس کے برعکس صحیح مسلم میں جن راویوں کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو بالواسطہ ان کے اساتذہ تھے۔ دور کا رشتہ قائم ہونے کی وجہ سے ان کے بارے میں پرکھنا زیادہ آسان نہیں تھا۔

۴۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسے رواۃ سے قلیل روایات حاصل کی ہیں اور اس کے برعکس امام مسلم نے ایسے لوگوں سے زیادہ روایات حاصل کی ہیں۔

سوال نمبر 5: (۱) امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض خاص اصطلاحات کا استعمال کیا

ہے آپ ان میں سے درج ذیل کی وضاحت کریں؟

فلان ذاهب الحديث، هذا حديث غريب، هذا حديث حسن

(۴) سنن ابی داؤد کی کوئی پانچ خصوصیات تحریر کریں؟

جواب: (۱) اصطلاحات کی تعریفات:

۱- فلان ذاهب الحديث: یعنی اس شخص کو حدیث محفوظ نہیں رہتی۔

۲- هذا حديث غريب: یہ ایسی حدیث ہے جس کی سند میں راوی اپنے شیخ سے اس کی روایت میں منفرد ہوتا ہے اگرچہ دوسرے طرق کے اعتبار سے وہ حدیث مشہور ہوتی۔

۳- هذا حديث حسن: اس سے مراد وہ حدیث ہے، جو شاذ ہو، اس کے راوی متہم بالکذب نہ ہوں اور وہ طرق متعددہ سے مروی ہو۔

(۲) سنن ابی داؤد کی خصوصیات:

صحاح ستہ کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱- حسن اسلوب اور حسن ترتیب کے لحاظ سے سنن ابی داؤد کتب صحاح ستہ میں منفرد کتاب ہے۔

۲- امام ابوداؤد اپنی تصنیف میں کسی بھی روایات کو درج کرنے کے لیے یہ شرط عائد کرتے ہیں کہ وہ احادیث مبارکہ متصل السند اور صحیح ہوں اور وہ روایات ایسے راویوں سے منقول ہوں جن کے ترک پر جماع نہ ہو۔

۳- امام ابوداؤد راویوں کے پہلے تین طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں جبکہ پانچویں طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

۴- اکثر طور پر ایک روایت کو تین سندوں سے بیان کرتے ہیں بشرطیکہ بعض سے متن میں کچھ اضافہ ہوا ہو۔

۵- سنن ابی داؤد میں چار احادیث ایسی ہیں جو مرد عاقل کے لیے اس کے دین میں کافی ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- انما الاعمال بالنيات: بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۲- من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه: کسی شخص کے اچھے مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے۔

۳- لا يومن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه: کوئی آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

۴- الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات فمن التقى الشبهات استبرأ لدينه: حلال اور حرام دونوں واضح ہیں اور ان کے درمیان مشتبہات ہیں۔ پس جو شخص مشتبہات سے بچتا ہے، تو وہ اپنے دین کو محفوظ کر لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جلوہ گر ہے گلشنِ دین میں شریعت کی بہار
یورشِ فصلِ خزاں کا ہم کو کوئی غم نہیں !

حیات اور علمی و فقہی خدمات

آئمہ اربعہ

مصنف
محمد عاصم اعظمی دامت برکاتہ،

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

شرح آثار سنن

علامہ لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز
۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
Email: shabbirbrother786@gmail.com